238

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،7۔دسمبر2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1۔	جناب خالد جاوید اصغر گھرال:	یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ RGST کی صورت میں عوام پر مہنگائی کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔
2۔	محترمہ ثمینہ نوید،ایڈووکیٹ:	اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت نے جس طرح پنجاب کے دیگر کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کیا ہے،اسی طرح محکمہ بہبود آبادی کے ان کنٹریکٹ ملازمین کو بھی ریگولر کیا جائے جو تاحال ریگولر نہیں ہو سکے۔
3۔	جناب محمد محسن خان لغاری:	اس ایوان کی رائے ہے کہ مستقبل میں پانی کے Issue پر کسی تنازعہ سے بچنے کے لئے اور صوبوں کے مابین 1991 کے معاہدہ پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ارسا کی تشکیل نو کی جائے اور ارسا کا پانچواں ممبر غیر جانبدار ہونا چاہیئے جو اسلام آباد یا آزاد کشمیر کا رہائشی ہو۔
4۔	جناب اعجاز احمد کاہلوں:	اس ایوان کی رائے ہے کہ سرگودھا کی عوام کو درپیش عدالتی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے سرگودھا ڈویژن میں ہائی کورٹ بینچ کے قیام کو عمل میں لایا جائے۔
5۔	میاں نصیر احمد:	اس ایوان کی رائے ہے کہ جس طرح آئین پاکستان میں 18ویں ترمیم کے ذریعے جنرل ضیاء الحق کا نام حذف کیا گیا ہے۔اسی طرح صوبہ پنجاب کے جتنے بھی سول اداروں کے منصوبوں کا افتتاح کرتے ہوئے تمام ڈکٹیٹرز نے تختیوں کی نقاب کشائی

کی تھی اور ان کا نام ان تختیوں پر کندہ ہے صوبائی حکومت ان تختیوں کو بھی مذکورہ
ترمیم کی نسبت سے حذف کرے۔

240

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اکیسواں اجلاس

منگل،7۔دسمبر2010

(یوم الثلاثہ،30۔ذوالحج1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 34 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ
وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝٣ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ
إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٤ قَالَ رَبِّ إِنِّي
دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۝٥

سُوۡرَۃُ نُوح آیات3 تا5

کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہا مانو(3)وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور (موت کے) وقت مقرر تک تم کو مہلت عطا کرے گا۔ جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت آ جاتا ہے تو تاخیر نہیں ہوتی۔ کاش تم جانتے ہوتے (4) جب لوگوں نے نہ مانا تو (نوحؑ نے) اللہ سے عرض کی کہ پروردگار میں اپنی قوم کو رات دن بلاتا رہا(5)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کرم کے آشیانے کی کیا بات ہے
آپ ﷺ کے آستانے کی کیا بات ہے
ایک گھر جو ملے شہر سرکار میں
پھر تو ایسے ٹھکانے کی کیا بات ہے
کتنے نانا ہیں ان کے نواسے بھی ہیں
پر ابن حیدر کے نانا کی کیا بات ہے
فاطمہ و علی حسن اور پھر حسین
پنجتن کے گھرانے کی کیا بات ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیمo

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، پہلے مجھے بات کرنے دیں۔ جب میں بول رہا ہوں تو کچھ خیال کیا کیجئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں اس وقت بولا ہوں جب آپ نہیں بول رہے تھے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ شاہ صاحب! ویسے تو ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں تمام پارلیمانی پارٹیوں کی طرف سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ during Question Hour کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا جائے گا۔ اب آپ دیکھ لیں، آپ کی مرضی ہے، میں اب آپ کا کیا کروں؟ میرے خیال میں اس کو ختم ہو لینے دیں، میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: چلیں، میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں کرتا۔ میری بات کا جواب عرض کر دیں۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر آپ پھر بولیں گے کیسے؟ پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر آپ بول نہیں سکتے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چلیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ضلع چنیوٹ میں شوگر ملز مالکان اور ضلعی لیبر آفیسر کی ملی بھگت سے کاشتکاروں کا استحصال

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج زراعت کا دن ہے، وزیر زراعت اور سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور Question Hour کے بعد انہوں نے چلے جانا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گوش گزار کروں کہ crushing season شروع ہے، مل مالکان نے پورے پنجاب میں اندھیر نگری مچا رکھی ہے۔ میرے ڈسٹرکٹ میں تین شوگر ملز ہیں ان میں اس وقت یہ حالت ہے کہ زبردستی کسانوں سے ان کی مرضی کے دام کے عوض گنا خرید رہے ہیں اور تیس تیس فیصد تک وہ کٹوتیاں کر رہے ہیں۔ کل کا ایک واقعہ ہے کہ وہاں پر ایک پرائیویٹ کنڈے والا جو

کسانوں کو گنے تول کر کے دیتا تھا کمپیوٹرائزڈ کنڈا تھا اور اگر مل والے کم تولتے تھے تو زمیندار ان سے کہتا تھا کہ میں اس کا وزن کروا کر لایا ہوں یہ میرے پاس اس کی پرچی ہے اگر اس کے مطابق آپ نے لینا ہے تو لیں ورنہ میں دوسری مل میں چلا جاتا ہوں۔ پہلے تو اس کنڈے والے کو مل والوں نے خریدنے کی کوشش کی۔ دو لاکھ روپے ماہانہ کی اس کو offer کی کہ آپ ہم سے لیتے رہو اور اس crushing season میں اپنا کنڈا بند کر دو۔ پھر جب وہ نہیں مانا تو ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر وہاں پر تشریف لے گئے اور اس کا کنڈا اتار کر ساتھ لے گئے۔ لیبر منسٹر بھی باہر تو مجھے دکھائی دیئے ہیں یہاں تشریف نہیں لائے اسی floor پر میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ کا لیبر ڈیپارٹمنٹ کسانوں اور مزدوروں کے لئے ہے آپ سرمایہ کار کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں۔ میں نے لیبر منسٹر کو ساتھ لے کر ایک مل visit کروائی جس میں سینکڑوں کمسن بچے کام کر رہے تھے جہاں پر ان کو تنخواہ چار ساڑھے چار ہزار روپے دی جا رہی تھی۔ تین مہینے گزر گئے ہیں لیکن آج تک لیبر ڈیپارٹمنٹ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور دوسری طرف وہی ہڈ حرام لیبر ڈیپارٹمنٹ وہ میرے غریب اور کمزور لوگوں کو لوٹنے میں سرمایہ دار کی مدد کر رہا ہے۔ اگر یہ لوٹ مار بند نہ کی گئی تو یہ کسان بھی ایک دن سڑکوں پر آئیں گے۔ ایک دن بجلی بند ہوتی ہے تو یہ سرمایہ دار اپنی ملیں بند کر دیتے ہیں۔ ہم ان سردیوں کی ٹھنڈی اور لمبی راتوں میں جاگ کر اپنی فصل کو پروان چڑھاتے ہیں اور اپنے بچوں کا مستقبل اس کے ساتھ منسلک کر دیتے ہیں۔ آج اگر اس گنے کی قیمت ہمیں نہیں ملے گی تو ہمارے بچوں کی تعلیم کا کون ذمہ دار ہوگا، ہمارے بیمار بچے، بوڑھے ماں باپ ان کے علاج کا کون ذمہ دار ہوگا، ہماری دال روٹی کیسے چلے گی اور یہاں یہ لیبر ڈیپارٹمنٹ۔۔۔

جناب سپیکر: اب بات کریں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ غریب کسان لٹ رہا ہے اس کی جمع پونجی سے سرمایہ دار کی تجوریاں بھر رہی ہیں اور لیبر ڈیپارٹمنٹ ان کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔ جس کنڈے سے ہم وزن کرواتے تھے اس کنڈے کو کل کا اکھاڑ لیا گیا ہے۔ صرف اس لئے کہ سرمایہ دار کی چوری سامنے نہ آسکے۔ میرے وزیر موصوف یہاں تشریف فرما ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں، میری ہی پارٹی کے وزیر ہیں پاکستان پیپلز پارٹی سے ان کا تعلق ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے منشور میں یہ ہے کہ ہم غریب کو تنخواہ نہ دیں، کیا یہ ہمارے منشور میں ہے کہ ہم کسان کا سرمایہ لوٹ کر سرمایہ دار کی تجوریاں بھر دیں؟ یہ بڑے شرم کا مقام ہے کہ اس جمہوری حکومت میں سرمایہ دار کسانوں کو لوٹ رہا ہے اور ہم بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ اگر آج وزیر موصوف اٹھ کر یہ اعلان کریں کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ کسانوں کو

لوٹنے میں برابر کا شریک نہیں ہوگا تو میں سمجھوں گا کہ ان کی بڑی جوانمردی ہے۔یہ اس ڈسٹرکٹ لیبر آفیسر کے خلاف انکوائری لگوائیں اور اس غریب کا کنڈا واگزار کروائیں تو پھر میں مانوں گا کہ یہ وزیر ہیں وگرنہ انہیں یہ وزارت نہیں رکھنی چاہئے جو ان کی پارٹی کے منشور کے خلاف ہے اور نہ ہی انہیں defend کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری بات کا جواب تو آنے دیں۔اگر ہم عوام کو relief نہیں دے سکتے تو پھر ان سوالات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اگر ہم نے چینی چوروں کو ہی تحفظ فراہم کرنا ہے تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کسان ایک ایک ایکڑ کے مالک ہیں جب ان سے گنا لٹ گیا تو پھر اس پر action کی بھی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر: جی، لیبر منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اگر شاہ صاحب میری بات سنیں تو عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اب منسٹر صاحب کی بات غور سے سنئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں ان کی پوری بات سنوں گا۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں جس حیثیت میں یہاں کھڑا ہوں وہ حیثیت مجھ سے تقاضا کرتی ہے کہ میں سچ بولوں اور سچ یہ ہے کہ پنجاب کے محنت کشوں کو support کرنے والا کوئی نہیں ہے۔اب اگر سچ کی بات نکلی ہے تو قطع نظر اس کے کہ میں اپنے لیڈر کے خلاف بات کرنے لگا ہوں لیکن آج میں کھل کر بات کروں گا چونکہ میں نے ان کے جذبات کو محسوس کیا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): سوہنا صاحب!۔۔۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! انہوں نے مجھے کہا کہ سیکرٹری برائے وزیر اعلیٰ، وزیر اعلیٰ کو کہتے ہیں کہ لیبر منسٹر کو روکو یہ خود جا کر فیکٹریوں میں inspection کیوں

کرتا ہے؟ جہاں پر اتنے ذمہ دار عہدیدار یہ بات کہیں کہ مزدور کی مدد کرنے کے لئے مزدور وزیر کیوں متحرک ہے تو مجھے سچ بولنا چاہئے۔ عید سے ایک دن پہلے آپ کے حلقے میں، آپ کے گھر کے بالکل سامنے ایک شخص گتا فیکٹری کی مشین میں آ کر ہلاک ہوا۔ میں نے اخبار میں خبر پڑھی تو میں موقع پر گیا۔ میں نے آپ کے حلقے میں جا کر تعزیت کی۔ اس بیس سال کے بچے کی نانی میرے پاس آئی اور کہا کہ آٹھ ماہ پہلے اس بچے کی شادی ہوئی ہے اس کی نوجوان بیوی کے پیٹ میں بچہ بھی ہے اور مل مالک نے اس مزدور کی تدفین کے لئے صرف چھ ہزار روپے دیئے ہیں۔ میں فیکٹری کے اندر موقع دیکھنے گیا تو وہاں دو تین سو مزدور احتجاج کر رہے تھے کہ کل عید ہے اور آج تک انہیں پچھلے تین ماہ کی تنخواہ نہیں ملی۔ یہ سچ ہے میں اپنے موصوف ممبر کی باتوں پر کیا logic پیش کروں؟

معزز ممبران: استعفیٰ دے دیں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! سیاستدان اور سرمایہ دار ملے ہوئے ہیں، صنعتکار، سیاستدان یہاں اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں اور ہم انہیں exploit کرتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ان غریبوں کی زندگیوں میں تبدیلی آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے حلقے کے سارے غریب پڑھ گئے تو ممکن ہے وہ مجھے ووٹ نہ دیں اور میں نمائندہ بن کر یہاں نہ آؤں۔ آج کی سیاست کے اندر یہ خوف ہے۔ میں اپنی بے بسی، اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کرپشن اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کی نااہلی کو یہاں تسلیم کر رہا ہوں چونکہ سیکرٹری ٹو چیف منسٹر، چیف منسٹر کو کہتے ہیں کہ اس کو روکو یہ غریبوں کی مدد کے لئے کیوں جاتا ہے۔

جناب سپیکر: لیبر منسٹر صاحب! شاہ صاحب نے جو بات پوچھی ہے آپ اس طرف تو آئے ہی نہیں ہیں۔ آپ تو سیکرٹری ٹو چیف منسٹر کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ آپ نے کٹوتی کے بارے میں بات کی ہے، کم تول والوں کی بات کی ہے اور نہ ہی اس کنڈے والے کی کوئی بات کی ہے۔ پتا نہیں آپ نے اپنی تقریر کدھر سے کدھر پہنچا دی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی یہاں سے آوازیں آ رہی تھیں اور میرے بھائی لیبر منسٹر کے بارے میں کہا جا رہا تھا کہ resign کر دیں۔ میں بالکل اس چیز کا اعتراف کرتا ہوں کہ ہم جن حالات میں کام کر رہے ہیں ہمیں واقعی resign کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں نے تو ایسی بات نہیں کی۔آپ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں issue یہ ہے کہ اس وقت ہم ان کرسیوں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں ہم ایک جماعت کے ممبر ہیں اور ہم اپنی قیادت کے ہر فیصلے کو جو وہ اس ملک اور اس ملک کے غریب عوام کے لئے بہتر سمجھتے ہیں اسے تسلیم کرتے ہیں اور ہماری قیادت کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم نے اس ملک میں مفاہمت کی سیاست کرنی ہے اور ہم نے اس صوبے میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو کمزور نہیں ہونے دینا، ان کے ساتھ رہنا ہے کیونکہ یہ پورا پاکستان جانتا ہے کہ مسلم لیگ (ن) کے پاس وہ figure موجود نہیں جو انفرادی حیثیت میں ان کے پاس ہونی چاہئے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No cross talk please.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اگر آج پیپلز پارٹی مسلم لیگ (ن) کو چھوڑتی ہے تو انہیں اپنی figure پوری کرنے کے لئے کچھ لوٹے بنانا پڑیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ مسلم لیگ (ن) لوٹے بنائے۔ہم اس حکومت کو مضبوط رکھنا چاہتے ہیں۔میرے بھائی نے جو مسائل بتائے ہیں ہم ان کے باوجود۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please, Order please, Order in the House.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ہم ان مسائل کے باوجود حکومت کو مضبوط رکھیں گے۔جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ استعفیٰ دے دیں میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے یہ وزارتیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ہم تو اپنی قیادت کے حکم پر یقین رکھتے ہیں۔ہم ایسے لوگ نہیں کہ باہر بیٹھ کر اپنی قیادت کو گالیاں دیں۔ہمیں فخر ہے کہ ہماری قیادت ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس ملک کے لئے جان کی قربانی دی ہے۔ہم اپنی قیادت پر فخر کرتے ہیں۔ہم جناب آصف علی زرداری کی قیادت پر فخر کرتے ہوئے ان کے اس فیصلے کو کہ آپ نے پنجاب کی حکومت میں رہنا ہے اور اسے قائم رکھنا ہے اس لئے اس پر عمل کر رہے ہیں۔ہمیں جو استعفیٰ کا سبق سکھاتے ہیں میں انہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم یہ وزارتیں محترمہ کی جوتی کی نوک پر پھینکنے کے لئے تیار ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد خان): جناب سپیکر! میں یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے سینئر منسٹر اور وزیر لیبر قابل احترام ہیں، شاہ صاحب بھی قابل احترام ہیں۔point تو یہ

raise ہوا تھا کہ زمیندار کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور سرمایہ دار کر رہا ہے اور اس سرمایہ دار کا احتساب ہونا چاہئے۔ انڈسٹری بند ہے۔جب مزدور سڑکوں پر آتے ہیں اس وقت ہمیں نظر نہیں آتا کہ یہ مزدور بھوکا مر رہا ہے؟ پہلے جو انڈسٹری چوبیس گھنٹے چلتی تھی وہ اب آٹھ گھنٹے چلتی ہے۔بجلی کہاں چلی گئی، سوئی گیس کہاں چلی گئی؟ ہمیں بھی مزدور کا احساس ہے،مزدور کے بچے رو رہے ہیں، بلک رہے ہیں لیکن میں اپنے محترم بھائیوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم سب نے مل کر جمہوریت کے لئے جدوجہد کی تھی اور آج لوگ توقع رکھتے ہیں کہ ہم مرکز اور صوبوں میں بیٹھ کر عوام کی توقعات پر پورا اُتریں۔ ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ ہیں کہ زمیندار کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔point کچھ اور raise کیا گیا تھا لیکن بات کہیں اور نکل گئی ہے۔ایسا نہیں ہونا چاہئے، یہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ ہماری جماعت مسلم لیگ (ن) نے بھی وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی کو ووٹ دیئے تھے اور تب ہی وہ وزیراعظم بنے تھے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ان کے پاس مرکز میں ووٹ پورے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ میری بات سنیں، آپ coalition government ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ باتیں آپ کو پارٹی میٹنگ میں کرنی چاہئیں۔اس ہاؤس میں ایسی بات کرنا مجھے تو اچھا نہیں لگا۔جب آپ خود اس قسم کی باتیں کرتے ہیں تو پھر یہاں سے بھی کوئی استعفیٰ کی بات کرتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے۔ بھئی! وہ کیوں استعفیٰ دیں، کس لئے دیں؟ وہ اس ہاؤس کے معزز ممبر ہیں۔ میں ایسی بات برداشت نہیں کروں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے ایک بات clear کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنی بات کا جواب لیں، تشریف رکھیں۔ میں ان سے آپ کی بات کا جواب لے رہا ہوں۔ میں نے point out کیا ہے ابھی وہ آپ کی باتوں کا جواب دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو بات کی ہے اسے کسی اور سمت موڑ دیا گیا ہے۔ میرے ضلع اور حلقہ میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کی بھی ایک مل ہے لیکن مجھے اس سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ جس بندے کو یہ سب کچھ اپنی حکومت کے بل بوتے پر کرنا چاہئے وہ نہیں کر رہا۔یہاں تو case ہی الٹا ہے۔ وہاں پر ایک مل مدینہ گروپ آف انڈسٹریز کی ہے۔ میں نام لے کر کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اس کنڈے والے کو خریدنے کی کوشش کی تھی جب وہ نہ بک سکا تو پھر انہوں نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کو خریدا۔انہوں نے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے ڈسٹرکٹ آفیسر کو وہاں بھیج کر اس کا کنڈا اُتروایا۔ میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں انکوائری کروائی جائے اور اس کا

کنڈا واگزار کروایا جائے۔ وہ وہاں پر گنّا کی خریداری نہیں کر رہا بلکہ وہ صرف اور صرف زمیندار کو وزن کر کے دے رہا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں اسی کی بات کر رہا ہوں، میں ان سے اسی کا جواب لے رہا ہوں۔ ایک تو آپ نے 30 فیصد کٹوتی کی بات کی ہے، دوسرا کم تول کی بات ہے اور تیسرا اس کنڈے والے کے حوالے سے آپ نے point out کیا ہے۔ ان تینوں باتوں کا جواب ہم منسٹر صاحب سے لے رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ:

شہر گر طلب کرے علاج تیرگی
صاحب اختیار ہو، آگ لگا دیا کرو

میں سچ کہتا ہوں اور مختصراً عرض کرتا ہوں کہ آج میں اپنے سیکرٹری لیبر کو لے کر جاؤں گا۔ وہاں پر خود visit کروں گا، دیکھوں گا اور کل صبح ہاؤس میں رپورٹ پیش کر دوں گا کہ وہاں پر کیا ہوا ہے۔

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے، آپ کی مہربانی ہے۔ اب سوالات شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔ آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1634۔

جناب سپیکر: جی، میاں شفیع صاحب! کیا آپ کے سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ زراعت توسیع ونگ میں سروس رولز کی تفصیلات

*1634: میاں شفیع محمد: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت توسیع ونگ میں سروس رولز کے مطابق زراعت آفیسر کا سکیل اور تعلیمی قابلیت کیا ہے، وقت کے ساتھ ساتھ کس سکیل میں ترقی پاتا ہے اور کتنے عرصہ کے بعد اسے پہلی مرتبہ ترقی ملتی ہے؟

(ب) کتنے زراعت افسران نے اپنی ملازمت کے دوران دو مرتبہ ترقی حاصل کی ہے 1997 کے بعد اب تک کس کس زراعت آفیسر نے دوسری دفعہ ترقی حاصل کی ہے؟

(ج) کتنے زراعت افسران نے اپنی ملازمت کے دوران سکیل نمبر 18 حاصل کیا ہے اگر کیا ہے تو تفصیل بیان کی جائے؟

(د) کتنے کلرک محکمہ زراعت توسیع میں 1997 کے بعد سکیل 18 میں پروموٹ ہوئے ہیں ان کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت براہ راست بھرتیاں بند کرکے پروموشن کے ذریعے تمام اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(و) محکمہ زراعت توسیع ونگ میں براہ راست 18 سکیل میں کتنے آفیسران بھرتی ہوئے ہیں اور محکمانہ ترقی کے ذریعے کتنے افسروں نے ترقی حاصل کی ہے کل اسامیوں کے حساب سے تناسب بتائیں نیز یہ بتائیں کہ ان رولز کے مطابق کوئی زراعت آفیسر 18 سکیل تک پہنچا ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں اور محکمہ کے پاس اس بے ضابطگی کا تدارک کیا ہے؟

(ز) کیا موجودہ رولز تبدیل نہیں ہو سکتے، اگر کوئی امر مانع ہے تو اسکی وضاحت بیان کی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت توسیع ونگ میں زراعت آفیسر کا بنیادی سکیل نمبر 17 ہے۔ شعبہ توسیع میں موجودہ سروس رولز 2007 کے مطابق زراعت آفیسر کی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی (ایگریکلچر)/بی ایس سی (آنرز) ایگریکلچر ہے۔ موجودہ سروس رولز کے مطابق زراعت آفیسر 3 سال کے بعد گریڈ 18 میں ترقی پانے کا اہل ہو جاتا ہے جبکہ تعیناتی اگلے گریڈ میں جگہ خالی ہونے پر منحصر ہے۔

(ب) 1978 سے آج تک 65 زراعت آفیسرز نے دوران سروس 2 دفعہ ترقی حاصل کی اور 1997 کے بعد آج تک 4 زراعت آفیسرز نے 2 دفعہ ترقی حاصل کی جن کے نام درج ذیل ہیں:۔

1- ملک عطاءاللہ
2- فیض احمد ڈوگر
3- شیخ انوار الحق (Officiating)
4- ملک غلام محمد (Officiating)

(ج) 1978 سے آج تک 2 دفعہ ترقی پانے والے 65 زراعت آفیسر کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) محکمہ زراعت (توسیع) میں کلیریکل سٹاف سے اب تک سکیل نمبر 18 میں مندرجہ ذیل 3 ملازمین پروموٹ ہوئے ہیں۔

نمبر شمار	نام آفیسر	تعلیمی قابلیت	موجودہ حیثیت
1	محمد یوسف چیمہ	بی اے	ریٹائرڈ
2	غلام مصطفیٰ	میٹرک	ریٹائرڈ
3	رانا محمد صفدر	بی اے	ڈپٹی ڈائریکٹر (اکاؤنٹس اور انتظامیہ)

(ہ) ایسا ارادہ نہیں رکھتی، اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملازمت کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے لئے براہ راست بھرتی ضروری ہے۔

(و) محکمہ زراعت (توسیع) میں بی ایس (18+165) میں براہ راست 12 آفیسران بھرتی ہوئے جبکہ 1997 سے اب تک 57 افسران ترقی پا کر اس سکیل تک پہنچے۔ موجودہ سروس رولز کے مطابق اس سکیل پر براہ راست بھرتی کا کوٹا 10 فیصد اور پروموشن کا 90 فیصد ہے اس طرح ترقی کا تناسب 37:4 ہے لہذا موجودہ سروس رولز کے تحت خاطر خواہ تدارک کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر زراعت کی خصوصی توجہ سے سکیل نمبر (17+150) کی تمام اسامیاں سکیل نمبر 18 میں اپ گریڈ کر دی گئی ہیں۔

(و) محکمہ زراعت توسیع کے سروس رولز 1980 کو ملازمین کے لئے مزید بہتر کر کے سروس رولز 2007 بنائے گئے ہیں۔ جس میں براہ راست بھرتی کم کر کے آفیسران کی حوصلہ افزائی کے لئے پروموشن کوٹا بڑھایا گیا ہے اس لئے سروس رولز میں فی الحال تبدیلی کی ضرورت نہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب ہاؤس میں رپورٹ پیش کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب نے ہاؤس کے اندر فرمادیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس ہاؤس میں میری موجودگی اس کے ساتھ مشروط ہے کہ اگر وہ گنہگار ہوئے تو منسٹر صاحب ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ یہاں پر میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اگر ایک مل والے کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو پورے پاکستان کی انڈسٹریز بند ہو جاتی ہیں۔ یہاں پر 80 فیصد زمینداروں، کسانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور اس پر منسٹر صاحب صرف یہ کہہ کر آجائیں کہ میں اس کو دیکھ لوں گا، یہ برداشت نہیں ہوگا۔ اگر کل یہاں ہاؤس میں جواب نہ آیا تو میں اس اسمبلی کے سامنے خود سوزی کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، ایسی بات نہ کریں۔ شاہ صاحب! ایسا نہ کریں۔ کل منسٹر صاحب آپ کی تسلی کروائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر میں نے حلال کھانا ہے، اگر میں نے اسی زمین سے پیسا نکالنا ہے تو پھر میں کیسے کہہ دوں کہ گنّا کے کاشتکاروں کے ساتھ ظلم ہوتا رہے؟

جناب سپیکر: ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، کوئی بھی ایسا نہیں ہونے دے گا۔ آپ فکر نہ کریں، منسٹر صاحب اس کا پورا بندوبست کریں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب کچھ نہ کر سکے تو پھر مجھے کچھ نہ کچھ تو ضرور کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی خدمت میں بھی کروں گا اور منسٹر صاحب بھی کریں گے۔ حضرت! منسٹر صاحب کی بات تو سن لیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں تھوڑی سی آپ سے مدد مانگتا ہوں۔ میں سید حسن مرتضیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تین بجے ہمارے ساتھ چلیں اور اگر شاہ صاحب واقعی اتنے serious ہیں تو میں وزیر زراعت، احمد علی اولکھ صاحب سے بھی آپ کی وساطت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی ہمیں join کریں۔ ہم ایک مشترکہ انکوائری کر کے آئیں گے تاکہ آنے والے دنوں میں گنّے کے سیزن میں کاشتکاروں کو اس حوالے سے شکایت نہ ہونے پائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، وزیر زراعت، احمد علی اولکھ صاحب کو بھی آپ ساتھ لے جائیں لیکن یہ زیادتی تو کسی صورت بھی برداشت نہیں ہو گی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! جز(د) میں جو وضاحت دی گئی ہے اس کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے جن آفیسرز کو up grade کیا ہے وہ کہاں سے belong کرتے ہیں اور کن اضلاع میں تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ یہ ترقی پانے والے افسران کن اضلاع میں تعینات ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کیا معزز ممبر جز(د) کی بابت ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ہاں وہ جز(د) کے بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے پہلے تو میں اس حوالے سے ایک منٹ کے لئے بات کروں گا کہ جس کو حسن مرتضیٰ صاحب نے point out کیا ہے۔ ہماری کیبنٹ میٹنگ میں یہ بات ہوئی تھی اور وہاں پر ہمارے وزیر قانون نے یہ offer کی تھی کہ ہم لیبر کے معاملات پر بات کرنے کے لئے، بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ اس پر کوئی کمیٹی بنالیں۔ حکومت پنجاب مزدوروں کی بھلائی اور بہتری کے لئے کام کرنا چاہتی ہے اور ان کے مسائل حل کرنا چاہتی ہے۔ منسٹر صاحب کی اس پر کچھ reservations ہیں۔ بہر حال حکومت ہر طرح سے مزدوروں کو facilitate کرنے کو تیار ہے۔ میں بطور farmer یہاں پر بات کر رہا ہوں۔ میں خود شاہ صاحب اور لیبر منسٹر صاحب کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تو تمام شعبوں میں merit اور شفافیت کو فروغ دیا ہے۔ اگر کسی طرف سے کوئی شکایت آئی ہے تو میرے بھائی، فاضل ممبر بتائیں، ہم خود جا کر وہاں پر سارے حالات دیکھیں گے۔ اگر وہاں پر شوگر ملیں قواعد و ضوابط سے ہٹ کر کوئی زیادتی کر رہی ہیں تو اس کا ضرور ازالہ کیا جائے گا اور ان کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔ میں کین کمشنر اور سیکرٹری خوراک سے خود بات کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کین کمشنر صاحب کو بھی آپ ساتھ لے کر جائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، بالکل ہم ان کو بھی ساتھ رکھیں گے اور اس کو پورا pursue کریں گے۔ حکومت نے farmers کی بہتری کے لئے تو بہت سے اقدامات اٹھائے ہیں۔ چھوٹے کاشتکار کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے۔ اسی طرح pesticides میں ملاوٹ کی روک تھام کے لئے بہت سے steps لئے گئے ہیں۔ ٹریکٹر کے انعامات بھی چھوٹے کاشتکاروں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ حکومت ہر طرح سے farmers کے interests کو safeguard کرے گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اگر آپ نے اپنے ملک کو خوشحال بنانا ہے تو پھر کاشتکاروں کو خوشحال بنائیں۔ اگر کاشتکار خوشحال ہو گا تو پھر ہی آپ کا ملک خوشحال ہو سکے گا۔ آپ کی مہربانی ہو گی، کم تولنے والوں کو لٹکائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جب زراعت پر بات ہو گی تو میں بتاؤں گا کہ حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے اور کیا کیا اقدامات کئے ہیں۔ ریسرچ کا کیا کام ہو رہا ہے اور extension میں کیا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! پہلے سوال میں، میں عرض کروں گا کہ محکمہ زراعت کے افسران کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ ہماری ترقی بہت آہستہ ہوتی ہے اور کسی ایگریکلچر آفیسر کو promote ہونے کے لئے پچیس تیس سال لگ جاتے ہیں اور اکثر گریڈ 17 کے افسران اسی گریڈ میں ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ اب موجودہ حکومت نے ہی یہ مسئلہ حل کیا ہے۔ ہم نے یہ کیا ہے کہ زراعت افسر کی دو دفعہ ترقی ہوتی تھی کہ پہلے گریڈ 17 جمع -/150 روپے جسے سوا 17 گریڈ کہا جاتا تھا اور پھر بعد میں گریڈ 18 میں ترقی ہوتی تھی۔ پہلے پچاس فیصد direct appointment سے اور پچاس فیصد by promotion ہوتی تھی۔ اب رولز 2007 میں ترامیم کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے سمری منظور کی ہے۔ اس میں 715 ملازمین کو فائدہ ہوا ہے اور ان کو گریڈ 17 سے 18 میں ترقی ملی ہے، گریڈ سوا 17 والوں کی بھی 18 میں ترقی ہو گئی اور 18 والوں کی گریڈ 19 میں ترقی ہوئی ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ 715 افسران کی جو ترقی ہوئی ہے وہ پورے پنجاب کے مختلف اضلاع میں تعینات ہیں اور ان کی transfers and postings بھی ہوتی رہتی ہیں۔

میاں محمد شفیع: جناب سپیکر! یہ 2008 کا سوال ہے، اولکھ صاحب صحیح فرما رہے ہیں کہ ان دنوں محکمے اور ہماری حکومت کا جھگڑا چل رہا تھا، انھوں نے معاملہ حل کر دیا ہے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ! آپ پینل آف چیئر مین میں بھی ہیں؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی ہے جیسے مرضی کر لیں۔ جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اسی سوال کے جز (ب) میں یہ بتایا گیا ہے کہ 1997 سے لے کر اب تک چار زراعت افسران نے دو دفعہ ترقی حاصل کی ہے۔ یہاں حکومت کے جو رولز موجود ہیں ان کے مطابق جب تک کوئی سیٹ خالی نہ ہو اس وقت تک ترقی نہیں ہو سکتی۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ کسی بھی افسر کی basic pay کتنی دفعہ revise ہوتی ہے، اس کا کوئی وقت مقرر ہے کہ دو یا چار سال بعد revise ہوتی ہے کیونکہ 13 سالوں میں inflation rate کم از کم اڑھائی سو فیصد تو بڑھ گیا ہوگا اس سلسلے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے، اگر کوئی پالیسی نہیں ہے تو کیا اس میں بہتری لانے کی حکومت کی جانب سے کوئی پلاننگ ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ابھی حال ہی میں تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ sufficient ہے۔ اب فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کہ تنخواہوں میں مزید اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جز (د) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ محکمہ زراعت توسیع میں BS-18 جمع 165 یہ کون سا گریڈ ہے، اسی طرح آگے BS-17 جمع 150 لکھا ہے یہ کون سا گریڈ ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلے سروس رولز 1974 کے چل رہے تھے پھر 1980 میں ان رولز میں ترامیم ہوئیں اور پھر 2007 میں ترامیم کی گئیں جن کے مطابق گریڈ 17 جمع 150 کیا جاتا تھا جسے کچی promotion کہا جاتا تھا اور بعد میں گریڈ 18 میں promote کیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر: یہ کیسی preposition ہے جس کا کسی کو پتا نہیں ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): یہ 2007 کے رولز میں تھا۔ اب اس میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ اب گریڈ 17 جمع -/150 روپے کو گریڈ 18 کر دیا گیا ہے۔ اس طرح 715 زراعت افسران کو فائدہ ہوا ہے۔ اسی طرح گریڈ 18 جمع -/165 روپے سپیشل الاؤنس ہوتا تھا۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے ترامیم کرکے رولز بہتر کئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہم نے رولز میں ترامیم کرکے service structure کو بہتر کیا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد اعجاز شفیع صاحب کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: On his behalf Question No. 1635 (معزز ممبر نے جناب محمد اعجاز شفیع کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

مارکیٹ کمیٹی رحیم یار خان کی تفصیلات

*1635: جناب محمد اعجاز شفیع: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2005 سے آج تک رحیم یار خان مارکیٹ کمیٹی میں کس کس کو کب اور کس کس کی سفارش پر چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا اور اس کا عرصہ تقرری کیا ہے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچہ ہوا؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی رحیم یار خان کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اس عرصہ کے دوران کتنی تقرریاں غیر قانونی کی گئیں؟

(د) اس عرصہ کے دوران کون کون سے ترقیاتی منصوبے مارکیٹ کمیٹی کے فنڈز سے کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئے اور کتنے منصوبے نامکمل رہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر	عہدہ اور مدت
1	جام میر احمد	(چیئرمین 01-01-2005 تا 18-05-2005
2	جام میر احمد	(ایڈمنسٹریٹر 19-05-2005 تا 20-06-2005)
3	سردار افتخار کورائی	(ایڈمنسٹریٹر 21-06-2005 تا 11-10-2005)
4	میاں احمد کمال	(ایڈمنسٹریٹر 12-10-2006 تا 07-04-2008)

5	شاہد بشیر چیمہ ((E&M) (EADA)	(ایڈمنسٹریٹر 08-04-2008 تا 20-05-2010)
6	رانا سلیم احمد خان (DDOR)	(ایڈمنسٹریٹر 26-05-2010 تا 01-08-2010)
7	چودھری محمد شفیق	(ایڈمنسٹریٹر 02-08-2010 تا حال)

(تمام تعیناتیاں محکمہ زراعت حکومت پنجاب کی طرف سے ہوئیں)

(ب) اس عرصہ کے دوران آمدن اور اخراجات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر	آمدنی (روپوں میں)	اخراجات (روپوں میں)
1-جام میر احمد	48 لاکھ 51 ہزار 98	29 لاکھ 40 ہزار 306
2-جام میر احمد	3 لاکھ 4 ہزار 50	4 لاکھ 52 ہزار 265
3-سردار اختر کورائی	ایک کروڑ 7 لاکھ 87 ہزار 366	67 لاکھ 43 ہزار 278
4-میاں احمد کمال	2 کروڑ 50 لاکھ 98 ہزار 634	ایک کروڑ 35 لاکھ 78 ہزار 517
5-شاہد بشیر چیمہ	4 کروڑ 46 لاکھ 54 ہزار 472	3 کروڑ 90 لاکھ 57 ہزار 307
6-رانا سلیم احمد خان	20 لاکھ 94 ہزار 886	20 لاکھ 2 ہزار 623
7-چودھری محمد شفیق	8 لاکھ ایک ہزار 289	22 لاکھ 87 ہزار 598

(ج) مارکیٹ کمیٹی میں منظور شدہ اسامیوں کی کل تعداد 35 ہے۔اس عرصہ کے دوران کوئی غیر قانونی تقرری نہیں کی گئی۔تمام تقرریاں حکومت پنجاب کے قواعد وضوابط کے مطابق عمل میں لائی گئیں۔

(د)

نمبر شمار	نام چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر	نام ترقیاتی منصوبہ	لاگت
1	جام میر احمد (چیئرمین)	NIL	NIL
2	جام میر احمد (ایڈمنسٹریٹر)	NIL	NIL
3	سردار افتخار کورائی (ایڈمنسٹریٹر)	NIL	NIL
4	میاں احمد کمال (ایڈمنسٹریٹر)	1-تعمیر پلیٹ فارم سبزی منڈی رحیم یار خان	15 لاکھ 78 ہزار 8 روپے
		2-سیوریج سسٹم سبزی منڈی	7 لاکھ 24 ہزار 695 روپے
		3-تعمیر روڈ سبزی منڈی	4 لاکھ 71 ہزار 611 روپے
		4-تعمیر غلہ منڈی	2 لاکھ 51 ہزار 563 روپے
		5-سٹریٹ لائٹ سبزی منڈی	ایک لاکھ 88 ہزار 76 روپے
5	شاہد بشیر چیمہ (ایڈمنسٹریٹر)	1-تعمیر روڈ سبزی منڈی	12 لاکھ 36 ہزار 158 روپے
		2-سیوریج سسٹم سبزی منڈی	37 لاکھ 74 ہزار 49 روپے
		3-تقرری کنسلٹنٹ برائے تعمیراتی کام	18 لاکھ 14 ہزار روپے
		نیو غلہ منڈی رحیم یار خان (پلاننگ اینڈ ڈیزائن فیسز)	
6	رانا سلیم احمد خان	NIL	NIL
		NIL	NIL

کوئی منصوبہ نامکمل نہیں رہا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز(ب) میں آمدن اور خرچ کے حوالے سے ذکر ہے تو میں اس حوالے سے پوچھنا چاہوں گا کہ سیریل نمبر 4 پر میاں احمد کمال صاحب 2006-10-12 سے لے کر 2008-04-07 تک ایڈمنسٹریٹر تھے۔ان کے دور میں آمدن دو کروڑ 50 لاکھ روپے کے قریب تھی۔اس کے بعد جب وہ تبدیل ہو گئے اور چودھری محمد شفیق آئے اور آمدن 8 لاکھ ایک ہزار روپے ہو گئی تو یہ آمدن اور اخراجات میں اتنا فرق کیوں ہوا؟ اس کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر: سیریل نمبر 4 اور 7 کے متعلق پوچھا گیا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آمدن اور اخراجات مالی سال کے اخراجات نہیں ہیں بلکہ جتنا عرصہ وہ ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں اس دوران کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل ہے۔ چودھری شفیق صاحب نے 10-08-02 سے ایڈمنسٹریٹر کا چارج لیا ہے تو اس قلیل عرصے میں ظاہر ہے کہ آمدن 8 لاکھ ایک ہزار روپے ہونی چاہئے تھی۔ ان سے پہلے جو میاں احمد کمال 06-10-12 سے لے کر 08-04-07 تک ایڈمنسٹریٹر رہے ہیں ان کے تقریباً دو سال کی آمدن دو کروڑ 50 لاکھ روپے ہے۔ سوال میں ان کے ایڈمنسٹریٹر رہنے کے عرصے کی آمدن اور اخراجات پوچھے گئے تھے۔ یہ مالی سال کی آمدن اور اخراجات نہیں ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ عرصے کا فرق ہے تو میاں احمد کمال صاحب نے دو سال کے عرصے میں ایک کروڑ 35 لاکھ روپے کا خرچہ کیا ہے جبکہ چودھری محمد شفیق صاحب نے تھوڑے سے عرصے میں جن کی آمدن 8 لاکھ روپے تھی انھوں نے 22 لاکھ 87 ہزار روپے کا خرچہ کیا ہے۔ یہ کیا difference ہوا؟ ابھی منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ عرصہ تعیناتی کی وجہ سے ان کی آمدن کم ہے جبکہ اخراجات انھوں نے زیادہ کر دیئے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): گزارش یہ ہے کہ چونکہ موجودہ مالی سال چل رہا ہے اس لئے بجٹ میں amount موجود ہوتی ہے جس میں خرچ کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ بجٹ میں پیسے تو موجود تھے اس لئے انہیں باقاعدہ competent authority سے منظوری لے کر اخراجات کرنے کا اختیار تھا۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے کوئی اچھے کام کر دیئے ہوں گے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بجٹ میں جو رقم موجود تھی اس میں سے وہ خرچ کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے ڈویلپمنٹ پر22لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں انہوں نے سیریل نمبر2 & 1 پر جام میر احمد کا بتایا ہے جو پہلے چیئرمین تھے اُس کے بعد ان کو ایڈمنسٹریٹر لگا دیا گیا۔ اسی طرح سیریل نمبر6 پر رانا سلیم احمد خان ڈی ڈی او(آر) تھے ان کو ایڈمنسٹریٹر تعینات کیا گیا۔ جز(ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ سیریل نمبر2 & 1 کی کل آمدن تقریباً52لاکھ روپے بنتی ہے جس میں سے انہوں نے ساڑھے 33لاکھ روپے کے قریب خرچہ کر لیا ہے جبکہ ان کے دور میں کوئی ترقیاتی منصوبہ مکمل یا شروع نہیں کیا گیا۔ اسی طرح سے سیریل نمبر6 پر رانا سلیم احمد ڈی ڈی او (آر) نے20لاکھ94ہزار886روپے کی income generate کی جس میں سے20لاکھ2ہزار روپے انہوں نے خرچ کر لئے لیکن انہوں نے بھی اپنے پورے tenure میں کسی قسم کا کوئی ترقیاتی منصوبہ شروع نہیں کیا۔ بتایا جائے کہ جتنا کمایا اتنا ہی خرچ کر لیا تو یہ expenditures کہاں پر ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آخر پر پڑھ کر دیکھیں تو وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی بھی منصوبہ نامکمل نہیں رہا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ان کے دور میں کوئی ترقیاتی منصوبہ ہی نہیں تھا اس لئے اُس کا نام ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے فائنل رپورٹ دے دی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ میرے ہاتھ میں ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ عرصہ تعیناتی جام میر احمد کا بھی مختصر ہے۔ اسی طرح محترمہ نے رانا سلیم صاحب کے بارے میں کہا ہے تو یہ اُن کی اپنی مرضی ہے لیکن جو income موجود پڑی ہے اُس میں سے انہوں نے خرچ نہیں کیا اور یہ تفصیل میں بھی لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے ڈویلپمنٹ کے کاموں پر جو خرچ کیا ہے اُس کی تفصیل دی ہوئی ہے اگر یہ چاہیں تو جہاں جہاں پر خرچ کیا گیا ہے وہ تفصیل بھی میں انہیں بتا سکوں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں نے یہی بات پوچھی ہے کہ اتنے کم عرصے میں انہوں نے جتنی income generate کی ہے اُس کا more than 75 percent خرچ کر دیا ہے لیکن کسی ترقیاتی منصوبہ پر خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی منصوبہ نامکمل نہیں رہا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اتنے کم عرصے میں انہوں نے پھر کیا کیا تھا؟

جناب سپیکر: کوئی بھی منصوبہ نامکمل نہیں رہا سب کے سب مکمل ہو گئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اتنے کم عرصے کی انہوں نے بات کی ہے تو اُسی کم عرصے میں جتنی انہوں نے income generate کی ہے اُس کا more than 75 percent خرچ کر لیا تھا لیکن یہ اُس کی تفصیل تو بتائیں کہ کہاں پر خرچ کیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میاں احمد کمال نے جو کام کیا ہے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں جام میر احمد کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ جام میر احمد اور رانا سلیم احمد کی بات کر رہی ہیں۔

معزز ممبران: بوٹی دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کو بوٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ماشاء اللہ وہ قابل آدمی ہیں لہذا ایسی بات نہ کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں POL اور عملے کی تنخواہیں بھی ہوتی ہیں جس کی میں تفصیل فراہم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، انہیں سمجھ آ گئی ہے۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 1672 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور میں جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے کی تفصیلات

*1672: جناب وسیم قادر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اس ضلع میں عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال 2006 سے آج تک ضلع لاہور میں کتنے افراد کو جعلی زرعی ادویات فروخت کرنے پر گرفتار کیا گیا اور کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں جعلی زرعی ادویات کی فروخت کی روک تھام کے لئے تین آفیسر کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام آفیسر	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
1	محمد شہباز	اسسٹنٹ ڈائریکٹر، پیسٹ وارننگ	18	دسمبر 2009 تا حال
2	ملک عبدالغفور ناصر	ڈسٹرکٹ آفیسر، توسیع	18	ستمبر 2008 تا حال
3	راؤ محمد انور	ڈسٹرکٹ آفیسر، توسیع	18	جون 2010 تا حال

(ب) سال 2006 سے 30 نومبر 2010 تک ضلع لاہور میں 21 افراد کو گرفتار کیا گیا ان کے نام، پتا جات اور کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان کی تفصیل کے مطابق 2006 سے لے کر اب تک 21 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ میں جواب کی تفصیل میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کسی کو سزا نہیں ہو پائی، اس میں بہت سے کیسز عدالت میں ہیں اور کئی کیسوں کے نتائج میں بری کر دیا گیا بلکہ تفصیل میں سیریل نمبر 11 پر ایک آدمی کا مقدمہ ہی پولیس نے خارج کر دیا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وجہ ہے کہ آج تک یہ محکمہ تقریباً پانچ سال کے عرصہ میں کسی آدمی کو سزا نہیں دلوا سکا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس پر بڑا خصوصی focus تھا اور ہماری حکومت کے دوران تقریباً اب تک 43 افراد کو گرفتار کر کے سزائے قید ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے جو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے کیا اُس میں یہ چیزیں ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں صوبے کی صورتحال مجموعی طور پر بتا رہا ہوں کہ میرے پاس اس کی پوری تفصیل ہے کہ جتنی جتنی سزا اُن لوگوں کو ہوئی ہے۔ کل 63 سال قید کی سزا ہوئی ہے، 71 افراد کو 88 لاکھ 8 ہزار روپے جرمانہ ہوا ہے۔ جہاں تک لاہور کی بات ہے کہ اُن کو سزا نہیں ہوئی تو چونکہ چالان کورٹ میں پہنچے ہوئے ہیں اُن چالانوں پر عدالت میں pursue کیا جا رہا ہے۔ جو

لوگ متعلقہ افسران تھے ان میں محمد شہباز اسسٹنٹ ڈائریکٹر پیسٹ وارننگ اور عبدالغفور ناصر ڈسٹرکٹ آفیسر کو proper پیروی نہ کرنے پر چارج شیٹ کر دیا گیا ہے۔ اگر اُن سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اب یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے کیونکہ عدالت آزاد ہے۔ اب عدالت میں اس کی پیروی کی جارہی ہے اور اُن کے خلاف چارج شیٹ تیار کر کے کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ میں یہ بھی بتا رہا تھا کہ مجموعی طور پر سزائیں ہوئی ہیں اور جرمانے بھی ہوئے ہیں۔ پورے پنجاب میں 88 لاکھ سے زیادہ جرمانے ہوئے ہیں اور قید کی سزائیں بھی ہوئی ہیں جس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے صرف لاہور کے بارے میں پوچھا ہے پورے پنجاب کا نہیں پوچھا۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال چونکہ لاہور کے متعلق تھا اس لئے اس جواب کا result یہی نکلا کہ 2006 سے لے کر اب تک اس کیس میں کسی کو سزا نہیں ہوئی۔ سیریل نمبر 11 پر چودھری خادم حسین ہیں جن کا کیس ہی پولیس نے خارج کر دیا تھا، کیا محکمہ نے اُس آفیسر کے خلاف کارروائی کی تھی جس نے وہ کیس بنایا تھا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لیبارٹری سے اُن کا sample fit آ گیا تھا اس لئے وہ کیس خارج ہوا ہے۔ تاہم جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ چونکہ معاملہ عدالت میں ہے اور عدالت میں فیصلہ نہ ہونے کی وجہ سے ہی delay ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے باقاعدہ رجسٹرار ہائیکورٹ سے کہہ کر پورے پنجاب میں ہر ضلع میں ایک سنگل کورٹ مقرر کروائی ہے اور سپیشل برانچ کے ذریعے معلومات حاصل کر کے پورے پنجاب میں ہر ضلع میں مقدمات کی پیروی کے لئے ایک سپیشل پراسیکیوٹر بھی مقرر کیا گیا ہے اور خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں۔ تاہم ان افسران کے خلاف عدالت نے فیصلہ کرنا تھا لیکن اس کے باوجود بھی مناسب پیروی نہ کرنے کی وجہ سے متعلقہ افسران کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اور اُن کو شوکاز نوٹس بھی مل چکے ہیں جن کے خلاف مناسب کارروائی ہو گی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مقدمے درج ہی اُس وقت کئے جائیں جب لیبارٹری کی رپورٹ آ جائے۔ یہ تو بالکل مزاحیہ سی بات ہو گئی کہ آپ لوگ پہلے مقدمات بنا دیتے ہیں لیکن جب لیبارٹری کی رپورٹ positive نہیں آتی تو پولیس مقدمات خارج کر دیتی ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! مختلف دفعات کے تحت کارروائی ہوتی ہے۔ دفعہ 23A میں یہ ہے کہ اگر اُس شخص نے رجسٹریشن نمبر غلط استعمال کیا، لیبل غلط استعمال کیا، کسی غلط کمپنی کا نام استعمال کیا اور دیگر ایسے بہت سارے relevant and different laws ہیں جس کا sample سے تعلق نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اگر اُس نے کسی دوسری کمپنی کا نام استعمال کر لیا تو اُس کے لئے کوئی اور جرم بنتا ہے اور اگر اس کا sample unfit ہو جائے تو اس کے لئے کوئی دوسرا جرم بنتا ہے۔ یہ سارے different offences ہیں جس کے تحت کارروائی ہو رہی ہے لیکن تمام مقدمات sample سے متعلقہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اب سوال کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2244 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں شفیع محمد صاحب کا ہے۔

میاں شفیع محمد: سوال نمبر 2363 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان-کاٹن کنٹامینیشن فورس سے متعلقہ تفصیلات

*2363: **میاں شفیع محمد:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کاٹن Contamination Force میں چیک اینڈ بیلنس کے پیش نظر کتنے انسپکٹرز مقرر کئے گئے ہیں اور کب، ان کے گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) کیا مذکورہ انسپکٹرز اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں، اگر ہاں تو فرائض کی تفصیل مہیا کی جائے نیز ان انسپکٹرز نے اب تک جو کارکردگی کی ہے، اس کی تفصیلی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کاٹن کنٹامینیشن فری فورس کے تحت ضلع رحیم یار خان میں کوئی سپیشل انسپکٹر بھرتی نہ کیا گیا ہے بلکہ کاٹن کنٹرول ایکٹ 1966 کو نافذ کرنے کے لئے 3 انسپکٹرز تعینات کئے گئے تھے، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تحصیل	تعداد انسپکٹر	سکیل نمبر	تعلیمی قابلیت	نام کاٹن انسپکٹر	عرصہ تعیناتی
					(جنوری 2001 تا حال)
رحیم یار خان	02	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	ظفر محمود	جنوری 2001 تا نومبر 2003
				منصور عالم	جنوری 2001 تا مئی 2007
صادق آباد	01	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	-	خالی
خانپور	01	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	محمد باسط	مارچ 2004 تا مئی 2006
لیاقت پور	01	16	بی ایس سی، آنرز، زراعت	-	خالی

(ب) اس وقت تمام کاٹن انسپکٹرز کی اسامیاں خالی ہیں۔ بہر حال کاٹن کنٹرول ایکٹ کے تحت ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ان زراعت (توسیع) ان کی جگہ کاٹن انسپکٹر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ ان کے فرائض کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

- کاٹن ایکٹ 1966 کے تحت غیر قانونی فیکٹریوں کے خلاف کارروائی کرنا۔
- کاٹن فیکٹریوں میں نصب شدہ مشینری کی کوالٹی چیکنگ، سالانہ فیس کی وصولی، جرمانوں کا تعین اور ان کی وصولی کو یقینی بنانا۔
- کپاس کے کاشتکاروں کو آلائشوں سے پاک کپاس کے لئے تربیت دینا۔

گزشتہ پانچ سالوں میں ان کی کارروائی کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

نمبر شمار	سال	آمدن (روپوں میں)
1	2005-06	8لاکھ 86ہزار 733
2	2006-07	9لاکھ 13ہزار 778
3	2007-08	7لاکھ 20ہزار 260
4	2008-09	7لاکھ 79ہزار 690
5	2009-10	8لاکھ 27ہزار 900
	کل میزان	41لاکھ 28ہزار 361

آلائشوں سے پاک کپاس کا حصول۔

2005-06	محمود کاٹن فیکٹری، خانپور	218
2007-08	محمود کاٹن فیکٹری، خانپور	3325
2007-08	ملی کاٹن فیکٹری، رحیم یار خان	3325

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ تحصیل صادق آباد اور لیاقت پور میں cotton contamination free کے لئے انہوں نے سپیشل انسپکٹر

بھرتی کرنے تھے تو یہاں دونوں سیٹیں خالی ہیں اور میری گزارش ہے کہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور تقریباً پاکستان میں ایک کروڑ کے لگ بھگ کاٹن کی bales produce ہوتی ہیں جس میں زیادہ تر حصہ پنجاب سے آتا ہے اور خود ہی جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ کپاس کے کاشتکاروں کو آلائش سے پاک کپاس کے لئے تربیت دینا انسپکٹروں کی ذمہ داری ہے اور خود ہی انہوں نے اس کی progress بھی بیان فرمائی ہے کہ آلائش سے پاک bales کی production انہوں نے فرمائی ہے کہ 06-2005 میں 218 اور 08-2007 میں 3325 تو جب ایک کروڑ کے لگ بھگ ہماری bales ہوتی ہیں تو اس میں progress یہ ہے کہ تین ہزار bales صرف contamination free پوری دنیا میں جا رہی ہیں تو اس کے لئے یہ مہربانی کریں کہ انسپکٹروں کی خالی اسامیوں پر کب تک بھرتی کریں گے تاکہ ہمارا کام ہو سکے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! بھرتی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! 2004 میں کاٹن انسپکٹر کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے تھے جن کا گریڈ 16 ہے چونکہ ان کی کوالیفکیشن ایم ایس سی، بی ایس سی (آنرز) تھی جبکہ گریڈ 16 ہونے کی وجہ سے attraction نہیں تھی تو اکثر بھرتی ہونے والے انسپکٹر یہاں سے اپنی سروس چھوڑ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اضلاع کی تفصیل میرے پاس موجود ہے کہ یہ منصوبہ 08-2007 میں 12 اضلاع میں cotton contamination کے لئے بنا تھا اور اس وقت جو amount خرچ کرنی تھی تو 50 فیصد share مرکزی حکومت اور 50 فیصد صوبائی حکومت کا تھا اور کسانوں کو clean cotton کے لئے 50 روپے فی من زیادہ قیمت دینے کی مد میں 52 ملین روپے ادا کئے گئے تھے تو موجودہ حکومت نے جس طرح محکمہ زراعت کے دیگر ملازمین کی تنخواہوں اور گریڈ میں اصلاحات کی ہیں تو انسپکٹروں کی کوالیفکیشن چونکہ زراعت افسر کے برابر تھی تو ان سیٹوں کو بھی upgrade کر کے گریڈ 16 کی بجائے 17 میں کر دیا ہے اور امید ہے کہ وہ اسے join کریں گے۔ ویسے پورے پنجاب میں زراعت کے ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر، ڈسٹرکٹ آفیسر، ای ڈی او اور ڈی جی ایگریکلچر ex ofico انسپکٹر بھی ہیں اور وہ clean cotton پر کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کا ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: on her behalf Sir سوال کا نمبر 2544 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ ثمینہ خاور حیات کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا۔)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں 2008 میں فصلوں کی پیداوار کی تفصیلات

*2544: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں 2008 میں زیر کاشت رقبہ میں کمی کے علاوہ فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں بھی کمی ریکارڈ کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کپاس کی پیداوار 91 لاکھ 56 ہزار bales رہی اگر ہاں تو گزشتہ سال پیداوار کتنی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گنے کی پیداوار 3 کروڑ 18 لاکھ 19 ہزار ٹن رہی اگر ہاں تو گزشتہ سال پیداوار کتنی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں چاول کی پیداوار 37 لاکھ 73 ہزار ٹن رہی، اگر ہاں تو گزشتہ سال کتنی تھی

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں مکئی کی پیداوار 25 لاکھ 36 ہزار 700 ٹن رہی اگر ہاں تو گزشتہ سال کتنی تھی؟

(و) جز ہائے بالا کی روشنی میں اگر مذکورہ زرعی اجناس کی پیداوار گزشتہ سال کے مقابلے میں کم رہی تو اسکی وجوہات کیا ہیں اور حکومت اس بحرانی کیفیت سے نمٹنے کے لئے اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ تمام خریف فصلات 2008 کے زیر کاشت رقبہ اور فی ایکڑ پیداوار میں کمی ہوئی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

فصل	2007-08 رقبہ (ہزار ایکڑ)	2007-08 پیداوار (ہزار گانٹھ/ٹن)	2007-08 اوسط (من فی ایکڑ)	2008-09 رقبہ (ہزار ایکڑ)	2008-09 پیداوار (ہزار گانٹھ/ٹن)	2008-09 اوسط (من فی ایکڑ)
کپاس	5992	9062	19.45	5495	8751	20.48
چاول	4259	3286	20.67	4887	3643	19.97
گنا	2044	40306	528	1647	32294.7	525
مکئی	1228	2402	52.40	1358	2659	52.45

(ب) حتمی تخمینہ 09-2008 کے مطابق کپاس کی 87 لاکھ 51 ہزار گانٹھیں پیدا ہوئیں جو گزشتہ سال کی پیداوار 90 لاکھ 62 ہزار گانٹھ سے 3.5 فیصد کم ہے لیکن فی ایکڑ پیداوار پچھلے سال 19.45 من اور اس سال 20.48 من فی ایکڑ ہے جو کہ گزشتہ سال کی نسبت 5.3 فیصد زیادہ ہے۔

(ج) 2008 میں گنے کی کم پیداوار رقبہ میں کمی کی وجہ سے ہوئی، کماد کی پیداوار 3 کروڑ 22 لاکھ 94 ہزار ٹن ہوئی جبکہ گزشتہ سال 4 کروڑ 3 لاکھ 6 ہزار ٹن پیداوار تھی۔اس طرح 2008 میں گزشتہ سال کی نسبت 19.88 فیصد کم پیداوار حاصل ہوئی۔

(د) نہیں، پیداوار کے حتمی اندازے کے مطابق پنجاب میں سال 2008 میں 36 لاکھ 43 ہزار ٹن چاول پیدا ہوا جبکہ گزشتہ سال اس کی پیداوار 32 لاکھ 86 ہزار ٹن رہی۔اس طرح پیداوار میں 10.9 فیصد اضافہ ہوا۔

(ہ) سال 2008 مکئی کی پیداوار 26 لاکھ 58 ہزار ٹن رہی جبکہ گزشتہ سال مکئی کی پیداوار 24 لاکھ 2 ہزار ٹن رہی جو گزشتہ سال کے مقابلہ میں 10.7 فیصد زیادہ تھی۔

(و) یہ کہنا کہ پنجاب میں تمام فصلات کی پیداوار کم رہی درست نہ ہے۔جزہائے بالا کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ چاول اور مکئی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔صرف کپاس و کماد کی پیداوار میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:۔

کپاس:

-1 کپاس کا زیر کاشت کم رقبہ

-2 اہم علاقوں میں CLCV کا حملہ

کماد:

-1 گزشتہ فصل پر کورے کے مضر اثرات سے کاشتکاروں کی بددلی

-2 ملوں کا لیٹ کرشنگ شروع کرنا۔

-3 گنا کی گزشتہ فصل میں کچھ ملوں کی طرف سے عدم ادائیگی واجبات کی شکایات

چودھری عامر سلطان چیمہ: سوال کے جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ 2008 میں گنے کی کم پیداوار رقبے میں کمی کی وجہ سے ہوئی اور اسی طرح انہوں نے کپاس کی پیداوار میں بھی کمی بتائی ہے جبکہ چاول اور مکئی کی پیداوار میں نمایاں اضافہ بتایا ہے تو بیان کردہ وجوہات کس tactical طریقے سے لی ہیں اس کی ذرا وضاحت کی جائے اور دوسرا یہ ہے کہ کپاس اور کماد کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر

رہی ہے اور کیا زرعی یونیورسٹی کی ریسرچ یا حکومت اپنے ریسرچ ونگ سے ریسرچ کر کے کپاس اور کماد کے نئے بیجوں کو introduce کروا رہی ہے ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ابھی پوچھے گئے سوال سے متعلق میں تقابلی جائزہ بتانا چاہتا ہوں کہ 08-2007 میں ملک کے اندر گندم کی پیداوار 15.6 ملین یعنی ایک کروڑ 56 لاکھ ٹن پیدا ہوئی تھی جبکہ 09-2008 میں یہ پیداوار بڑھ کر ایک کروڑ 84 لاکھ ٹن پیدا ہوئی اور ایک سال میں 28 لاکھ ٹن گندم کی پیداوار بڑھی ہے پھر 10-2009 میں بارشوں کی کمی اور موسم کی تبدیلی کے باوجود بھی ایک کروڑ 79 لاکھ ٹن یعنی 17.9 ملین ٹن گندم پیدا ہوئی جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور پاکستان کی تاریخ میں 18.4 ملین ٹن گندم آج تک کبھی پیدا نہیں ہوئی اور اس دوران 14 کروڑ کے ٹریکٹروں کے انعامات دیئے گئے ہیں اور محکمہ زراعت نے پورا focus کیا ہے اور بلاشبہ اس میں قیمتوں کا بڑا عمل دخل ہے کہ کسانوں کو گندم کی قیمت بھی -/950 روپے فی من دی گئی۔

جناب سپیکر! ہماری دوسری بڑی فصل چاول ہے تو جب ہماری حکومت آئی تو اس سے پہلے 32.5 لاکھ ٹن چاول پیدا ہوا تھا لیکن اگلے سال یہ پیداوار 36 لاکھ ٹن ہوئی ہے یعنی چار لاکھ ٹن زیادہ چاول پیدا ہوا۔ کپاس پر مسلسل تین سال سے cotton leaf curl virus کا attack ہوتا رہا ہے اور میرے بھائی فاضل ممبر کو یاد ہو گا کہ کاٹن کے علاقے میں شدید گرمی کی وجہ سے C.L.C.V اور white fly کا attack ہوتا رہا جس کی وجہ سے محکمہ زراعت مکمل functional رہا ہے اور ان کاشتکاروں کے ساتھ پورا رابطہ رہا ہے اور انہوں نے کسانوں کو اگرانومی practices بتائی ہیں جس سے کچھ بہتری آئی ہے ورنہ تو بہت سارے لوگوں کا خیال تھا کہ کاٹن ساری ختم کرنی پڑے گی۔ اس کے باوجود کاٹن کی پیداوار فی ایکڑ کم نہیں ہوئی بلکہ area کم ہوا کیونکہ چاول کی قیمت کسان کو بہتر مل رہی تھی اور کاٹن بیماری کا شکار تھی چنانچہ چار لاکھ ایکڑ پر کپاس کی کاشت کم ہوئی جس کی وجہ سے مجموعی طور پر کپاس کی پیداوار کم ہوئی لیکن پھر بھی 87 لاکھ bales پیدا ہوئیں اس لئے پیداوار کم نہیں ہوئی بلکہ area کم ہوا اور کپاس کی بیماری کی وجہ سے کسانوں نے کپاس کی بجائے کپاس کے علاقے میں چاول کاشت کئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک sugarcane کی بات ہے تو sugarcane کا موسم بہت سخت رہا، بارشیں نہیں ہوئیں اور پانی کی کمی تھی in puts کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور شوگر ملوں کی طرف سے sugarcane growers کو support نہیں ملی اور رقبے کے لحاظ سے گنے کی پیداوار 08-2007

میں40 ملین ٹن ہوئی تو پھر اس وقت شوگر ملوں نے گنے کی صحیح طور پر خریداری نہ کی، بروقت ادائیگی نہ ہوئی جس سے کاشتکارdiscouragedہوئے۔چنانچہ انہوں نے گنے کی کاشت کا رقبہ کم کر دیااور پھر گنے کی پیداوار40لاکھ ٹن سے کم ہو کر اگلے سال32 ملین ٹن پر آ گئی یعنی40 ملین ٹن سے کم ہو کر32 ملین ٹن گنا پیدا ہوا اور وجہ یہی ہے کہ پانی کی کمی اور پھر سردی کے موسم میں شدید "کورا" پڑا اور چودھری صاحب خود شوگر ملز کے مالک ہیں اور ان کا sugarcaneمیں بڑا عمل دخل ہے تو اس سال شدید "کورا" پڑنے، بارشیں نہ ہونے سے پورے ملک میں فی ایکڑ پیداوار کم ہوئی اور ساتھ ہی پانی کی شدید قلت اور کاشتکار کو بروقت ادائیگی نہ ہونے سے انہوں نے گنے کی کاشت کم کر دی جس سے پیداوار کم ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!وہ زیادہ زور ریسرچ کے بارے میں دے رہے ہیں تو آپ اس کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 8 B.D Cotton کی نئی ورائٹی تیار کی گئی ہے اور موجودہ دور حکومت کے اس تھوڑے سے عرصے یعنی دو سالوں میں مختلف فصلوں کی33 نئی اقسام کی پنجاب سیڈ کونسل نے باقاعدہ منظوری دی ہے جس میں گندم، کپاس، riceاور fodderکی ورائٹی بھی شامل ہیں جو ریسرچ کی ہی بدولت ہوا ہے اور ریسرچ کا process اس طرح ہے کہ اس کے5/6 سال تکtrialہوتے ہیں اور پھرbasic seedتیار ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد وہ فارم پرmultiplyہوتا ہے اور جو ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں ان کے ساتھ seedپر مذاکرات ہو رہے ہیں۔ ہم اس کاٹن کو فوری طور پرbiddy cottonپر لے جانا چاہتے ہیں اور اس سے pesticide کا استعمال بہت ہو گا اور فی ایکڑ پیداوار بڑھے گی۔ جس طرح موجودہ حکومتresearchپر تیزی سے کام کر رہی ہے آپ دیکھیں گے کہ اس کے مثبت اثرات مستقبل میں ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس دفعہ آپ کے پاس کاٹن کی کیا رپورٹ آ رہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اب دیکھیں کہ18 لاکھ ایکڑ سیلاب سے متاثر ہوا ہے ان میں13 لاکھ ایکڑ پر ابھی گندم کاشت ہو رہی ہے۔ ہماری کاٹن8 لاکھ ایکڑ پر تباہ ہوئی ہے جن میں راجن پور، مظفر گڑھ اور لیہ کے اضلاع ہیں جو ہمارے کاٹن کے علاقے ہیں۔ جب8 لاکھ ایکڑ پر کاٹن تباہ ہو گئی ہے تو کاٹن کی پیداوار تو کم ہو گی لیکن مجموعی طور پر فی ایکڑ کاٹن کی پیداوار بہتر ہو گی اور میں یہاں کہتا ہوں کہ یہ75 لاکھ گرانٹ سے اوپر جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، مہربانی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے کپاس اور کماد کی ریسرچ کے حوالے سے پوچھا تھا کہ گورنمنٹ اس کے نئے بیج کے حوالے سے scientific بنیادوں پر کیا ریسرچ کر رہی ہے؟ انہوں نے کپاس کا تو بتا دیا ہے لیکن کماد کے حوالے سے ذکر نہیں کیا۔ دوسرا انہوں نے یہاں جو statiscal data دیا ہے تو یہ کس ادارے کی طرف سے دیا گیا ہے، انہوں نے بتایا ہے کہ گورنمنٹ ریسرچ پر بڑی توجہ دے رہی ہے۔ یہ بتایا جائے کہ اس سال محکمہ زراعت میں ریسرچ پر کتنا بجٹ allocate کیا گیا ہے اور اس کی ابھی تک کتنی utilization ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! موجودہ ریسرچ پر ہمارا ایک "پنجاب ایگریمنٹ ریسرچ بورڈ" ہے۔ پہلے وہ non functional تھا، 1997 میں enactment ہوئی اس کے بعد اس کے rules بھی نہیں بنائے گئے۔ جب موجودہ حکومت آئی تو چونکہ اس کا چیئرمین ex officio minister agriculture ہوتا ہے ہم نے اس کے باقاعدہ rules بنائے اور اس کو functional کیا۔ اس کی continuously میٹنگیں ہو رہی ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب نے ریسرچ کے لئے ایک بلین روپے رکھے ہیں جس میں سے 64 کروڑ کے پراجیکٹ ایک grant کے ذریعے ریسرچ کے لئے allocate ہو چکے ہیں اور موقع پر ریسرچ کا کام تیزی سے جاری ہے۔ اس کے نتائج دو تین سالوں میں آنا شروع ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس تیزی سے کام ہو رہا ہے "ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ" ہے اور اس کے علاوہ ہماری جو regular سکیمیں ہیں "پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ" کے ذریعے اس پر ابھی تک میں سمجھتا ہوں کہ 70 کروڑ روپے سے زیادہ خرچ ہو چکا ہے لیکن ہمارے پاس ایک بلین روپے کی رقم موجود ہے۔ ایک ارب روپے کی رقم جب خرچ ہو جائے گی تو اس پر وزیراعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ ریسرچ کے لئے جتنی بھی رقم درکار ہو گی وہ دینے کے لئے تیار ہوں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ماشاء اللہ اتنا سارا 70 کروڑ روپے سے زائد ریسرچ پر خرچ ہو رہا ہے اور جتنی یہ باتیں بتا رہے ہیں واقعی بڑا competent department ہے۔ میں صرف hon'ble minister صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کروڑوں روپے کو خرچ کرنے کے بعد کتنے بیج اب تک انہوں نے ایجاد کئے ہیں، اس ساری محنت کے صلے میں کیا کوئی نئی invention ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، اولکھ صاحب!

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس ابھی یہ موجود ہے۔ کماد اور rice میں، rice کی ایک نئی ورائٹی 515 ہے وہ ابھی approval کے لئے آ رہی ہے۔ ہماری تقریباً آٹھ نئی ورائٹی approval کے لئے آ رہی ہیں۔ جو سپر باسمتی اور دوسری ورائٹیاں تھیں جن میں کرنل کا نام تھا، باسمتی 385، باسمتی 2000 اور اس کے بعد باسمتی 515 نئی ورائٹی آ رہی ہے اس کی پیداوار 70 من فی ایکڑ ہوگی اور دو نئی ورائٹی آ رہی ہیں جن کی پیداوار 90 من فی ایکڑ ہوگی۔ کماد پر بھی دو نئی ورائٹی آ رہی ہیں جن پر کم پانی استعمال ہوگا۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وہ appreciate کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش، شاباش۔ بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 2659 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

فارم مز ہب کا قیام و دیگر تفصیلات

*2659: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت نے پنجاب کے دیہی علاقوں میں کاشتکاروں کو زرعی معلومات کی فراہمی اور فصلوں کے جدید پیداواری طریقوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرنے کے لئے فارم مز ہب کا قیام کب سے شروع کیا ہے؟

(ب) محکمہ ہذا نے متذکرہ پروگرام کے لئے اس سال کتنی رقم مختص کی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس پروگرام سے محکمہ ہذا کو زرعی پیداوار میں بہتری لانے کے ساتھ ساتھ فصلوں کا اہداف بھی حاصل ہوگا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اس پروگرام کو ایشیائی ترقیاتی بنک کا تعاون حاصل ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہب فارمز کا پروگرام مئی 2008 میں شروع کیا گیا ہے جس کے تحت ہر فیلڈ اسسٹنٹ گاؤں کی سطح پر ایک ترقی پسند زمیندار کا انتخاب کر کے زرعی توسیعی سرگرمیاں سرانجام دیتا ہے اور ان تک جدید زرعی ٹیکنالوجی پہنچاتا ہے۔

(ب) محکمہ ہذا نے ہب پروگرام کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) ہب پروگرام کو ایشیائی ترقیاتی بنک کا تعاون حاصل نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (الف) میں کہا ہے کہ ہر فیلڈ اسسٹنٹ گاؤں کی سطح پر ایک ترقی پسند زمیندار کا انتخاب کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ ترقی پسند زمیندار کا انتخاب کس طرح کیا جاتا ہے؟ ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے کہ پھر انتخاب کرکے جو زرعی ٹیکنالوجی کاشتکاروں تک پہنچاتا ہے، یہ زرعی ٹیکنالوجی کس طریق کار کے تحت پہنچائی جاتی ہے، کیا کوئی تعلیم دی جاتی ہے یا پمفلٹ پہنچائے جاتے ہیں یہ ٹیکنالوجی کس طرح سے پہنچائی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ ترقی پسند زمیندار کس کو کہتے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ہمارے پنجاب میں 2500 یونین کونسلیں ہیں۔ اس میں 23 ہزار چکوک ہیں جہاں پر ہمارے سنٹرز بنے ہیں۔ یونین کونسل کی سطح پر یہ سنٹرز بنائے گئے ہیں۔ وہاں پر ترقی پسند grower سے یہ ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر زیادہ ٹائم خرچ نہ کریں ذرا اس کو فعال بنائیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کو یہ کیا جاتا ہے کہ جو grower ہوتا ہے وہ پرانی وہی practice کے مطابق جو محکمہ زراعت کے سائنسدان ان کو recommendation دیتے ہیں کہ اس کی جڑی بوٹیوں کا خاتمہ، بروقت fertilizer کا استعمال، متوازن fertilizer کا استعمال اور اس کے نقصانات کو کنٹرول کرنا۔ وہ جو فی ایکڑ پیداوار ایک seed کا potential ہے اس کے مطابق آپ کا potential اگر 60 من ہے اور ہمارا عام کسان 25 من لے رہا ہے تو progressive farmer تیس، چالیس اور پچاس من پیداوار بھی لے رہے ہیں ان کو progressive farmer کہا جاتا ہے۔ ان کو وہاں

پر محکمہ زراعت کے ایگریکلچر آفیسر، ڈی او اور ای ڈی او جا کر وہاں پر ٹریننگ دیتے ہیں کہ جو گندم کاشت کی جا رہی ہے اس میں جتنی جلدی کاشت ہو گی پیداوار بھی بہتر ہو گی، اچھی کوالٹی کا seed استعمال کیا جائے، ٹائم پر fertilizer استعمال کیا جائے، ٹائم پر پانی دیا جائے اور یہی awareness دینے کے لئے وہاں پر سنٹرز بنائے گئے ہیں جہاں farmer کو ٹریننگ دی جاتی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! انہوں نے کافی لمبا جواب دیا ہے اور مجھے کچھ سمجھ لگی ہے اور کچھ میں نہیں سن سکی ہوں۔ میں نے ترقی پسند کا پوچھا تھا اگر یہ محکمہ زمینداروں کو کچھ سہولیات دیتا ہے تو میرا خیال ہے کہ جو کچھ اتنی تفصیل دی ہے کہ اتنی سہولیات دیتے ہیں تو ہر زمیندار ہی ترقی پسند بننے کا خواہش مند ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ ہر انسان ترقی پسند ہوتا ہے اور اس کو ترقی پسند ہے۔ میرا سوال کچھ اور تھا انہوں نے کافی detail میں جواب دیا ہے جس کی مجھے سمجھ نہیں لگی۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنا criteria بتا دیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: ٹھیک ہے۔ میرا اگلا سوال جز (الف) سے متعلق ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ محکمے نے کوئی رقم مختص نہ کی ہے تو پھر یہ پروگرام کس طرح سے چل رہا ہے اور اس کی funding کہاں سے ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: دیکھیں۔ نہ انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور۔ چلی جا رہی خدا کے سہارے۔ بس ٹھیک ہے، آپ بات کو سمجھ لیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ hub کا، جہاں پر ہمارے محکمہ زراعت کے باقی functions ہیں وہ regular کام کر رہے ہیں۔ یہ کوئی پراجیکٹ نہیں ہے، یہ کوئی منصوبہ نہیں ہے بلکہ محکمہ زراعت کے جو field کا سٹاف ہے اس کو متحرک کرنے کے لئے وہ گاؤں کی سطح پر جانے کے پابند ہوں گے۔ ہمارے پاس ٹ tall free نمبر تھا وہاں پر farmers اکٹھے ہوتے تھے اور پھر ہم farmers سے پوچھتے تھے اور ان کو ٹریننگ دی جاتی تھی، ان کی تربیت کی جاتی تھی۔ اس بارے میں وہاں telephonically پتا کرتے تھے کہ وہاں پر کیا farmers کو بتایا جا رہا ہے یا نہیں بتایا جا رہا ہے کہ کتنی کھاد استعمال کرنی ہے، کتنا بیج استعمال کرنا ہے اور کون سی اقسام استعمال کرنی ہیں---

جناب سپیکر: آپ اس میں تھوڑا سا ایک کام اور کریں۔ ہمارے جو متعلقہ ایم پی اے صاحبان ہیں جہاں جہاں آپ نے Field Assistants صاحبان بنائے ہوئے ہیں۔۔۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! hub Centres بنائے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جو Field Assistants بنائے ہوئے ہیں وہ پندرہ دن کی رپورٹ اور اپنا پروگرام ہمارے ایم پی اے صاحبان کو ضرور بھجوایا کریں اس طرح سے اس میں بہتری آئے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال کو چھوڑ دیں۔ اب ہم آگے چلتے ہیں۔ محترمہ! آپ کا دوسرا سوال بھی ہے۔ نہیں، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ نے اس کو announce کر دیا ہے اب اس کو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ نے اگلے سوال کا کہہ دیا ہے تو اس کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ٹائم دیکھ نہیں پایا تھا، sorry۔ اب اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ جو ٹائم ایک گھنٹے کا ہے اس سے ہم آگے جا نہیں سکتے۔ یہ ہماری مجبوری ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! پھر اس کو آپ pending کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، pending نہیں ہوتے۔ بس، مہربانی۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ساہیوال-غیر معیاری بیج اور سیڈ کارپوریشن کے عملہ سے متعلقہ معلومات

*2244: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیاوزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن ساہیوال میں بیج کیسے اور کہاں سے اکٹھا کیا جاتا ہے گریڈنگ کا طریق کار کیا ہے اور دوائی کونسی، کب اور کیسے مکس کر کے لگائی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے اہلکاران غیر معیاری بیج ضلع پاکپتن کے کسانوں کو مہیا کر رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ ضلع میں لاٹ نمبر 53775 Sahara کہاں کہاں اور کن کن زمینداروں کو مہیا کی گئی ہے، ان کے نام و پتا جات سے آگاہ کیا جائے نیز اس لاٹ کے غیر معیاری بیج کی وجہ سے پیداوار میں نقصان کا ذمہ دار کون ہو گا، سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے عملہ کے خلاف بسلسلہ غیر معیاری بیج کون کونسی تادیبی کارروائیاں یکم جولائی 2001 سے 17۔نومبر 2008 تک عمل میں لائی گئی ہیں اوران کے نتائج سے آگاہ فرمایا جائے؟

(د) سیڈ کارپوریشن ساہیوال میں عملہ وافسران کی تعیناتی کب سے ہے، ان کے نام، عہدے و تاریخ تعیناتی سے آگاہ کیا جائے نیز معیاری بیج کی فراہمی کے لئے کیا پالیسی وضع کی جارہی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے آفیسر ز کا رویہ کسانوں کے ساتھ ہتک آمیز ہونے کی وجہ سے محکمہ اور حکومت کی بدنامی ہو رہی ہے اگر جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت سیڈ کارپوریشن ساہیوال کے عملہ وافسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) بنیادی (Basic) اور تصدیق شدہ (Certified) نہایت جدید طریقہ سے اپنے محکمہ کے رجسٹرڈ کاشتکاروں (Registered Growers) کے پاس اگایا جاتا ہے اور بار بار اس کی انسپیکشن کی جاتی ہے اور خریداری سے پہلے وفاقی محکمہ سیڈ سرٹیفکیشن و رجسٹریشن (F.C.S.&R.D) کے ذریعے لیبارٹری ٹیسٹ کئے جاتے ہیں جو کہ عالمی معیار کے مطابق ہوتے ہیں۔

گریڈنگ کا طریق کار یہ ہے کہ سب سے پہلے مٹی، پتھر، بھوسہ اور چھوٹا دانہ علیحدہ کیا جاتا ہے اس کے بعد دوائی (fungicide) کا استعمال کیا جاتا ہے۔

(ب) یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ پنجاب سیڈ کارپوریشن صرف اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں سے وفاقی سیڈ سرٹیفکیشن ورجسٹریشن کی لیبارٹری پر تصدیق شدہ و معیاری قرار پانے والے بیج ہی کسانوں کو مہیا کرتی ہے اور اس کے ہر تھیلے پر وفاقی محکمہ سیڈ سرٹیفکیشن کے معیارات پر پورا اترنے کا لیبل چسپاں ہوتا ہے۔

(ج) ضلع پاکپتن میں گندم کی لاٹ نمبر 53775، 9 رجسٹرڈ کاشتکاروں کو مہیا کی گئی، جن کے مکمل کوائف "A" Annexure ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

اس لاٹ کا ٹیسٹ رزلٹ یعنی خالص پن اور اگاؤ وغیرہ بمطابق فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن و رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ مندرجہ ذیل ہے:-

Wheat Variety	Lot No.	Purity % age	Other Variety	Innert Matter	Germination
Sahar-2006	53775	99.53%	0.19%	0.53%	89%

بیج کے ناقص ہونے کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی لہذا کسی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔

(د) سیڈ کارپوریشن ساہیوال میں تعینات عملہ کے نام، عہدہ و تاریخ تعیناتی کی مکمل تفصیل "B" Annexure ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے پنجاب سیڈ کارپوریشن محکمہ زراعت کا ذیلی ادارہ ہے جس کی بنیادی پالیسی یہ ہے کہ فصلوں میں خاطر خواہ اضافے کے لئے اعلیٰ، معیاری اور خالص بیج کسانوں جدید سائنسی مراحل میں تیار کر کے مناسب نرخوں پر فراہم کئے جائیں۔

(ہ) پنجاب سیڈ کارپویشن ساہیوال کے دفتر میں عملہ کے متعلق کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔اگر کسی ملازم کے متعلق کوئی شکایت ہو تو محکمہ کے افسران باقاعدہ انکوائری آفیسر مقرر کرتے ہیں اور جرم ثابت ہونے پر قرار واقعی سزا دی جاتی ہے۔

سپر کرنل چاول و دیگر زرعی اجناس کی 2008 میں نئی قسم کی دریافت کی تفصیلات

*3272: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا محکمہ زراعت نے سال 2008 میں سپر کرنل چاول کی کوئی نئی قسم دریافت کی ہے؟

(ب) محکمہ زراعت نے سال2008 کے دوران کون کون سی زرعی اجناس کی نئی اقسام دریافت کی ہیں؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت نے سال2007-08 کے دوران چاول کی کوئی نئی قسم عام کاشت کے لئے منظور نہیں کی۔

(ب) محکمہ زراعت نے2007-08 کے دوران مندرجہ ذیل فصلوں کی نئی اقسام عام کاشت کے لئے منظور کیں۔

I-	گندم	لاثانی08، فیصل آباد08، معراج08اور چکوال50
II-	سبزیات	کدو: فیصل آباد دراؤنڈ کریلا: فیصل آباد لانگ مٹر: میٹیور08 (Metor-08)
III-	دالیں	چنا پنجاب2008

اصلاح شدہ نہری کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے پر پابندی کی تفصیلات

*3544: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کی جاری پالیسی کے تحت اصلاح شدہ نہری کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے پر پابندی لگادی گئی ہے؟

(ب) مذکورہ پابندی کی وجوہات بیان فرمائیں، نیز یہ پابندی کس اتھارٹی کے حکم سے لگائی گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت کاشتکاروں کے بہتر مفاد میں اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے کے لئے کوئی ترقیاتی پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیرزراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی کام کرنے پر پابندی ہے۔

(ب) یہ پابندی "قومی پروگرام برائے اصلاح کھالہ جات" کے شروع ہونے پر وفاقی حکومت نے لگائی تاکہ اس پروگرام کے تحت مقرر کئے گئے ہدف کو پورا کیا جاسکے۔

(ج) پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے کے لئے محکمہ زراعت نے ایک سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوائی تھی جس کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی پختہ کام کرنے سے پہلے wapda کے زیر نگرانی ایک impact evaluation study ہوگی جس کی بنیاد پر سیٹیزن کمیونٹی بورڈ (CCB) کے فنڈز سے پہلے سے اصلاح شدہ کھالہ جات پر اضافی کام کیا جا سکے گا۔

چاول ریسرچ سنٹر کالا شاہ کاکو شیخوپورہ کی تفصیلات

*3656: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چاول ریسرچ سنٹر کالا شاہ کاکو شیخوپورہ میں چاول کی نئی نئی اقسام تیار کی جاتی ہیں اگر ہاں تو کون کونسی نئی اقسام تیار کی گئی ہیں ان سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ ریسرچ سٹیشن میں کتنے ملازمین ہیں؟

(ج) مذکورہ ریسرچ سنٹر کو 09-2008 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا اور اس کا استعمال کن کن مدات میں کیا گیا، آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحقیقاتی ادارہ دھان کالا شاہ کاکو کا بنیادی مقصد ہی دھان کی نئی نئی اقسام کی تیاری ہے۔اس ادارہ نے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کے پیش نظر اب تک باسمتی اور موٹے چاول کی اٹھارہ اقسام دریافت کیں اور عام کاشت کے لئے منظور کروائیں۔جن کی تفصیل ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام قسم	سال اجرا
1	باسمتی370	1933
2	جھونا349	1933
3	مشکن41	1933
4	مشکن7	1933
5	سٹھرا278	1934
6	ماہلڑ346	1938
7	پلمن سفید	1939
8	باسمتی622سی	1964
9	باسمتی پاک	1968

10	اری پاک (IR8)	1969
11	اری 6	1971
12	باسمتی 198	1972
13	پی کے 177	1977
14	کے ایس 282	1982
15	باسمتی 385	1985
16	سپر باسمتی	1996
17	باسمتی 2000	2000
18	کے ایس کے 133	2006

نوٹ:۔ مندرجہ بالا اقسام کے علاوہ باسمتی 515 تیار کی گئی ہے اس کی پیداواری صلاحیت، تنے کی مضبوطی، چاول کی مقدار اور پکائی سپر باسمتی سے بہتر ہے۔اس کی منظوری کا کیس تیاری کے آخری مراحل میں ہے۔

(ب) تحقیقاتی ادارہ دھان کالا شاہ کاکو میں کل ملازمین کی تعداد 115 ہے۔

سائنسدان 41 غیر سائنسدان 74

سائنسدانوں کی خالی پوسٹوں کی تعداد 18

غیر سائنسدانوں کی خالی پوسٹوں کی تعداد 14

(ج)

بجٹ 09-2008 /-22288500 (2کروڑ 22لاکھ 88ہزار 500روپے)

تفصیل:۔

خرچہ برائے تنخواہ مع الاؤنسز:	/-17989000	(ایک کروڑ 79لاکھ 89ہزار روپے)
یوٹیلٹی اور ٹرانسپورٹ	/-2917500	(29لاکھ 17ہزار 500روپے)
کھاد اور زہر وغیرہ	/-1027000	(10لاکھ 27ہزار روپے)
مرمت ٹریکٹر وغیرہ	/-355000	(3لاکھ 55ہزار روپے)

پنجاب میں گندم کے بیج کی نئی اقسام کی دریافت کے لئے تحقیقاتی اداروں کی تفصیلات

*3657: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گندم کے بیج کی نئی اقسام کی دریافت کے لئے پنجاب میں کتنے تحقیقاتی ادارے کام کر رہے ہیں، آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان اداروں میں گندم کے بیج کی کتنی نئی اقسام دریافت کی گئیں اور فی ایکڑ پیداوار سے بھی آگاہ فرمائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گندم کی تحقیق پر مندرجہ ذیل ادارے کام کر رہے ہیں:-

1- تحقیقاتی ادارہ برائے گندم، فیصل آباد

2- بارانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، چکوال

3- ریجنل زرعی تحقیقاتی ادارہ، بہاولپور

4- ایرڈزون تحقیقاتی ادارہ، بھکر

(ب) گندم کی 46 اقسام 2000 سے پہلے متعارف کروائی گئیں۔

تفصیل اقسام گندم جو کہ 2000 کے بعد متعارف کروائی گئیں۔

نام اقسام	پیداواری صلاحیت فی ایکڑ	اوسط پیداوار فی ایکڑ
چناب 2000	68 من	41 من
اقبال 2000	55 من	30 من
عقاب 2000	69 من	42 من
ایس ایچ- 02	68 من	41 من
اے ایس- 02	67 من	41 من
سحر- 06	70 من	40 من
شفق 06	60 من	42 من
فیصل آباد-08	61 من	46 من
لاثانی 08	61 من	43 من
فرید- 06	55 من	42 من
معراج 08	70 من	45 من
چکوال 50	70 من	45 من

پی پی۔236 وہاڑی، پکے کھالہ جات کی تفصیلات

*3699: جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال پکے کھالہ جات کے لئے فنڈز مختص کرتی ہے؟

(ب) حلقہ پی پی۔236 وہاڑی میں پکے کھالہ جات کے لئے مالی سال 09۔2008 کے دوران کتنے فنڈز رکھے گئے اور اب تک کس کس کھالہ پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت ہر سال کھالہ جات کی اصلاح و پختگی کے لئے فنڈز مختص کرتی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔236 وہاڑی میں مالی سال 09-2008 کے لئے 10 لاکھ 90 ہزار روپے مختص کئے گئے اور یہ رقم ایک کھال (نمبر R/13920) کی اصلاح پر خرچ ہوئی۔

لاہور میں مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4017: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈ منسٹریٹر/چیئر مین کے نام و پتاجات بتائیں؟

(ج) ان ایڈ منسٹریٹر/چیئر مین کی تقرری کیسی کی جاتی ہے اور ان کے لئے کیا کیا ریکوائر منٹ ہیں؟

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات بتائیں؟

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن ترقیاتی کاموں پر خرچ کی، تفصیل منصوبہ وار بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں پانچ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان مارکیٹ کمیٹیوں کے نام اور جائے وقوع درج ذیل ہیں:۔

نام مارکیٹ کمیٹی	پتا
لاہور	46 لوئر مال، لاہور
کوٹ لکھپت	فیروزپور روڈ
ملتان روڈ	96 مہران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن
سنگھ پورہ	جی ٹی روڈ سنگھ پورہ
رائیونڈ	مین بازار نزد میلاد چوک لاہور روڈ رائیونڈ

(ب)

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	پتا
لاہور	شیخ عبدالمنان B-II	421ایم اے جوہر ٹاؤن لاہور
کوٹ لکھپت	محمد شوکت	شجاع کالونی سوامی نگر45جی ٹی روڈ لاہور
ملتان روڈ	مہر محمود احمد	B-30سبزہ زار کالونی لاہور
سنگھ پورہ	چودھری اختر علی	کان نمبر148، گلی نمبر46Aبلال پارک چاہ میراں لاہور
رائیونڈ	محمد عباس ملک	سندر روڈ نزد PTCLایکسچینج، رائے ونڈ لاہور

(ج) ان ایڈمنسٹریٹر کی تقرری حکومت پنجاب بذریعہ محکمہ زراعت بروئے پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس1978 سیکشن 33 کے تحت کرتی ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی عام پبلک کے ساتھ ساتھ محکمہ کے سرکاری افسران میں سے بھی کی جا سکتی ہے جبکہ چیئرمین کی تقرری تشکیل شدہ مارکیٹ کمیٹی کے ممبران میں سے بذریعہ انتخاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز1979 کے قاعدہ12 کے تحت ہوتی ہے۔

(د) مارکیٹ کمیٹی لاہور

آمدن08-2007	6کروڑ85لاکھ37ہزار959روپے
اخراجات08-2007	7کروڑ0لاکھ94ہزار755روپے
آمدن09-2008	3کروڑ44لاکھ55ہزار313روپے
اخراجات09-2008	3کروڑ27لاکھ64ہزار835روپے

مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت

آمدن08-2007	ایک کروڑ29لاکھ64ہزار395روپے
اخراجات08-2007	ایک کروڑ27لاکھ20ہزار649روپے
آمدن09-2008	ایک کروڑ17لاکھ41ہزار490روپے
اخراجات09-2008	ایک کروڑ36لاکھ4ہزار723روپے

مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ

آمدن08-2007	ایک کروڑ30لاکھ14ہزار900روپے
اخراجات08-2007	82لاکھ83ہزار175روپے
آمدن09-2008	86لاکھ67ہزار600روپے
اخراجات09-2008	ایک کروڑ52لاکھ61ہزار3روپے

مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ

آمدن08-2007	ایک کروڑ33لاکھ14ہزار14روپے

اخراجات2007-08 ایک کروڑ 9 لاکھ 38 ہزار 407 روپے
آمدن2008-09 ایک کروڑ5لاکھ18ہزار428روپے
اخراجات2008-09 99لاکھ75ہزار738روپے

مارکیٹ کمیٹی رائیونڈ

آمدن2007-08 19لاکھ89ہزار587روپے
اخراجات2007-08 32لاکھ34ہزار522روپے
آمدن2008-09 22لاکھ83ہزار700روپے
اخراجات2008-09 23لاکھ84ہزار522روپے

(ہ) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ترقیاتی کام مع منصوبہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں محکمہ زراعت انجنیئرنگ ونگ کے پاس بلڈوزروں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*4275: جناب محمد شفیق خان: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں محکمہ زراعت انجنیئرنگ ونگ کے پاس کتنے بلڈوزر ہیں، تفصیل ڈویژن وار بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان بلڈوزرز کے لئے سال2009-10 میں دوکروڑ روپے برائے خرید ڈیزل مختص ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوکروڑ روپے کا چالیس فیصد 31۔دسمبر2009 تک خرچ کرنے کی پابندی عائد ہے اس سے زائد خرچ نہیں کیا جاسکتا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن کے 43بلڈوزر کے لئے فراہم کردہ رقم برائے خرید ڈیزل ابھی سے ختم ہوچکی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن سے محکمہ زراعت انجنیئرنگ ونگ نے سینکڑوں کسانوں سے بلڈوزر کی فراہمی کے لئے لاکھوں روپے ایڈوانس رینٹ وصول کررکھا ہے مگر ان بلڈوزر کو ڈیزل نہ ملنے کی وجہ سے فراہم نہیں کئے جارہے، اس سلسلہ میں حکومت کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت کے انجینئرنگ ونگ کے پاس 553 عدد بلڈوزر ہیں جن میں سے 344 بلڈوزر چالو حالت میں موجود ہیں۔ جن کی ڈویژن وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ڈویژن	تعداد بلڈوزر
فیصل آباد	21
سرگودھا	25
لاہور	20
گوجرانوالہ	16
راولپنڈی (بشمول ڈائریکٹر سائل کنزرویشن راولپنڈی)	115
ملتان	44
ڈی جی خان	50
بہاولپور	53
کل تعداد	344

(ب) یہ درست نہ ہے محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے مالی سال 10-2009 کے لئے بلڈوزروں کو چلانے کے لئے مبلغ 13 کروڑ 77 لاکھ 50 ہزار روپے P.O.L کی مد میں مختص کئے تھے لیکن بلڈوزروں کے زیادہ استعمال کی ضرورت کے پیش نظر اس مد میں اضافہ کرکے مجموعی طور پر 41 کروڑ 29 لاکھ روپے مذکورہ سال میں جاری کئے گئے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ اس رقم میں سے صرف 40 فیصد رقم 31۔دسمبر 2009 تک خرچ کرنے کی شرط بھی عائد کی گئی تھی لیکن محکمہ زراعت (فیلڈ ونگ) کی طرف سے محکمہ خزانہ کو اس پابندی کو ختم کرنے کے لئے گزارش کی گئی جس پر محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے اس شرط کو ختم کر دیا۔

(د) جی ہاں یہ درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن کے لئے مختص ایک کروڑ 50 لاکھ 59 ہزار روپے کی رقم دو ماہ میں 15160 لٹر ڈیزل کے استعمال سے 1358 ایکڑ زمین کو لیول کرنے میں خرچ ہو گئی۔

(ہ) جی ہاں یہ بھی درست ہے کہ راولپنڈی ڈویژن میں محکمہ ہذا نے کسانوں سے محکمانہ پالیسی کے تحت ایڈوانس رقوم کرایہ کی مد میں جمع کیں لیکن کسانوں کو ڈیزل کی عدم فراہمی کی وجہ سے بلڈوزر فراہم نہیں کئے جا رہے تھے۔ محکمہ زراعت فیلڈ ونگ نے اعلیٰ حکام کو اس صورتحال سے آگاہ کیا جس کی بنا پر مزید فنڈ جاری کر دیئے گئے۔ اب راولپنڈی ڈویژن میں لوگوں کو

بلڈوزر فراہم کئے جارہے ہیں اور اب تک 145 کسانوں سے 6542 گھنٹوں کے لئے 36لاکھ 63ہزار 526 روپے وصول کئے گئے اور اس رقم میں سے 2800 گھنٹے کا 15 لاکھ 68ہزار روپے کا کام ہو چکا ہے۔

پی پی۔28 بھلوال سرگودھا میں کھالوں کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*4309: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔28 بھلوال سرگودھا میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) مالی سال08-2007اور09-2008 کے دوران اس حلقہ کے کتنے کھال پختہ کئے گئے ہیں،ان کے نمبر اور گاؤں مع تخمینہ لاگت کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت حلقہ ہذا میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے طریق کار کیا ہے؟

(ہ) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

وزیر زراعت(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پی پی۔28 بھلوال سرگودھا میں 89 کھال پختہ ہیں۔

(ب) مالی سال08-2007اور09-2008 کے دوران 12 کھال پختہ کئے گئے ہیں جن پر 43لاکھ 31ہزار490روپے(4331490)لاگت آئی مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کھال نمبرL/4832 چک قاضی اور کھال نمبرTR/19000 نینو واس کھالہ جات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے اس پر 17لاکھ 25ہزار 877روپے لاگت آئے گی۔

(د) کھال کے جملہ حصہ داران اپنی انجمن آبپاشاں کی تشکیل دیتے ہیں اور اپنے حصے کی رقم انجمن آبپاشاں کے صدر اور خزانچی کے مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کرواتے ہیں۔کھال کا سروے اور ڈیزائن مشاورتی ادارے سے پاس ہونے کے بعد گورنمنٹ اپنے حصہ کے رقم کی پہلی قسط انجمن کے مشترکہ اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے چونکہ کھال کو پختہ کرنے سے پہلے کچے کھال کی اصلاح کی جاتی ہے جس میں کھال کے کناروں کو ہموار کرنا، نکے بنانا اور کھال کی سمت کو بہتر کرنا وغیرہ شامل ہے اس لئے کچے کھال کی اصلاح کے کام کا100 فیصد اور کھال کے پختہ کرنے کی اصلاح کا کام 40 فیصد مکمل ہونے پر حصہ داروں کے ذمہ کی بقایا رقم مشترکہ اکاؤنٹ

میں جمع کروادی جاتی ہے جس پر مشاورتی ادارے کی منظوری کے بعد حکومت اپنے حصہ کی دوسری قسط انجمن کے اکاؤنٹ میں منتقل کر دیتی ہے۔
پختہ اصلاح کا کام مکمل ہونے، مشاورتی ادارہ کی چیکنگ اور تکمیلی رپورٹ کے بعد حکومت اپنے حصے کی تیسری اور آخری قسط انجمن کے مشترکہ اکاؤنٹ میں جمع کروادیتی ہے۔پختگی کا کام مکمل ہونے کے بعد کھال کو انجمن آبپاشاں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جو کہ اس کی دیکھ بھال اور ٹوٹ پھوٹ کی ذمہ دار ہوتی ہے۔

(ہ) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے 36 فیصد رقم وصول کی جاتی ہے جس کا 16 فیصد کچے کھال کی اصلاح (پیڈ وغیرہ بنانے کے لئے) اور 20 فیصد رقم کھال کی پختگی کروانے میں بطور مزدوری خرچ کی جاتی ہے۔

ساہیوال، ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4394: رانا بابر حسین: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا ساہیوال کب کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ب) اس ادارے کے پاس اس وقت کتنی زمین ہے؟

(ج) کتنی ادارہ کے پاس ہے اور کتنی مختلف لوگوں کو کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی ہے؟

(د) اس ادارے کے قیام کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟

(ہ) اس ادارہ کی سال 07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کی آمدن اور اخراجات بیان کریں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا ساہیوال، سال 79-1978 کو ساہیوال میں قائم ہوا، اس کا کل رقبہ 16 ایکڑ 2 کنال 12 مرلے ہے۔اب یہ ادارہ تحقیقات آلو میں تبدیل ہو چکا ہے۔

(ب) اس ادارے کے پاس اس وقت 16 ایکڑ 2 کنال 12 مرلے زمین ہے۔

(ج) تمام رقبہ ادارہ کے پاس ہے۔

(د)

1- تمباکو کی زیادہ پیداواری صلاحیت کی حامل اگیتی، کیڑے، بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت اور نامساعد موسمی حالات کی برداشت رکھنے والی اقسام کی دریافت:۔

2- تمباکو کی موجودہ اور نئی اقسام کی کم لاگت پیداواری ٹیکنالوجی کی دریافت

3- تمباکو کی کوالٹی کے اجزائی عناصر کا تجزیہ (نکوٹین، نشاستہ، پوٹاش کلورائیڈ)

4- تمباکو خشک کرنے کے مراحل کا معیار مقرر کرنا۔

5- تمباکو کی منظور شدہ اقسام اور پیداواری ٹیکنالوجی کا بلحاظ علاقائی مطابقت تعارف کروانا۔

(ہ) آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	آمدن	اخراجات
2006-07	2لاکھ12ہزار633روپے(212633)	43لاکھ65ہزار728روپے(4365728)
2007-08	2لاکھ97ہزار322روپے(297322)	43لاکھ26ہزار65روپے(4326065)
2008-09	3لاکھ63ہزار998روپے(363998)	45لاکھ85ہزار297روپے(4585297)

کوئی بھی زرعی تحقیقاتی ادارہ نان کمرشل اور لمبا عرصہ (Long term process) کی بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے اور تحقیقات کی بناء پر جب کسی فصل کی نئی اقسام تیار کر کے منظور کی جاتی ہیں تو اس سے ملکی معیشت پر خاطر خواہ مثبت اثرات پڑتے ہیں۔

ساہیوال، ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4395: رانا بابر حسین: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا ساہیوال میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، پتاجات بتائیں؟

(ب) ان ادارہ کو حکومت کی طرف سے سال08-2007 اور09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) ریسرچ پر خرچ کردہ رقم کن کن منصوبوں پر خرچ ہوئی؟

(ہ) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے پیٹرول / ڈیزل / مرمت پر خرچ ہوئی یہ گاڑیاں کس کس کے زیر استعمال ہیں؟

(و) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم ادارہ کے سربراہ کے دفتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی، کتنی رقم بجلی / ٹیلی فون / دیگر یوٹیلٹی بلز پر خرچ ہوئی؟

(ز) مذکورہ عرصہ میں کتنی رقم ادارہ ہذا کے سربراہ کو ٹی اے / ڈی اے کی مد میں ادا کی گئی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ادارہ ریسرچ تمباکو یوسف والا میں ملازمین کی کل تعداد 25 ہے۔ جن کی عہدہ، گریڈ اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ادارہ کو حکومت کی طرف سے سال 08-2007 اور 09-2008 میں کل 89 لاکھ 11 ہزار 362 روپے فراہم کئے گئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 08-2007	فراہم کردہ رقم	43 لاکھ 26 ہزار 65 روپے (4326065)
سال 09-2008	فراہم کردہ رقم	45 لاکھ 85 ہزار 297 روپے (4585297)

حکومت کی طرف سے فراہم کردہ رقم تمباکو کی مختلف نئی اقسام دریافت کرنے کے لئے خرچ کی گئی۔

(ج) مذکورہ سالوں کے دوران ریسرچ پر کل رقم 11 لاکھ 43 ہزار روپے، تنخواہوں پر کل رقم 76 لاکھ 79 ہزار 132 روپے اور ٹی اے، ڈی اے کی مد میں کل رقم 89 ہزار 230 روپے خرچ ہوئی، تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 08-2007	برائے ریسرچ	5 لاکھ 62 ہزار 93 روپے (562093)
	برائے تنخواہ	36 لاکھ 81 ہزار 202 روپے (3681202)
	برائے ٹی اے	82 ہزار 770 روپے (82770)
سال 09-2008	برائے ریسرچ	5 لاکھ 80 ہزار 907 روپے (580907)
	برائے تنخواہ	39 لاکھ 97 ہزار 930 روپے (3997930)
	برائے ٹی اے	6 ہزار 460 روپے (6460)

(د)

1- تمباکو کی نئی اقسام دریافت کرنے پر خرچ ہوئی۔

2- تیلدار اجناس کی اقسام کے اضافی تجربات کرنے پر خرچ ہوئی۔

(ہ) مذکورہ عرصہ میں ڈیزل کی مد میں کل رقم 2 لاکھ 53 ہزار 954 روپے اور مرمت کی مد میں کل رقم 34 ہزار 741 روپے خرچ ہوئی، تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 08-2007	برائے ڈیزل	ایک لاکھ 34 ہزار روپے (134000)
	برائے مرمت	24 ہزار 871 روپے (24871)
سال 09-2008	برائے ڈیزل	ایک لاکھ 19 ہزار 954 روپے (119954)
	برائے مرمت	19 ہزار 870 روپے (19870)

صرف ایک گاڑی نسان پک اپ نائب ماہر تمباکو کے زیر استعمال ہے۔

(و) مذکورہ عرصہ کے دوران تزئین وآرائش پر کوئی رقم خرچ نہیں ہوئی جبکہ آفس ایریا کی بجلی کے بلوں کی مد میں کل رقم 2لاکھ 70ہزار 123روپے اور ٹیلی فون کی مد میں 26ہزار 199روپے خرچ ہوئے۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

سال08-2007	برائے بل بجلی آفس ایریا	ایک لاکھ 40ہزار 600روپے (140600)
	برائے بل ٹیلی فون	16ہزار 991روپے (16991)
سال09-2008	برائے بل بجلی آفس ایریا	ایک لاکھ 29ہزار 523روپے (129523)
	برائے بل ٹیلی فون	9ہزار 208روپے (9208)

(ز) مذکورہ عرصہ کے دوران ٹی اے / ڈی اے کی مد میں کل رقم 43ہزار 555روپے خرچ ہوئی۔ تفصیل درج ذیل ہے:-

سال08-2007	برائے ٹی اے / ڈی اے	31ہزار 45روپے (31045) (یہ رقم سربراہ کو ٹرانسفر ٹی اے کی مد میں دی گئی)
سال09-2008	برائے ٹی اے / ڈی اے	12ہزار 510روپے (12510)

ضلع راولپنڈی، محکمہ زراعت کے پاس موجود مشینری کی تفصیلات

*4607: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت ضلع راولپنڈی کے پاس زمین کو کٹاؤ سے روکنے اور قابل کاشت بنانے کے لئے کل کتنی مشینری موجود ہے اور اس میں سے کتنی مشینری اس وقت کارآمد ہے؟

(ب) مذکورہ شعبے میں ضلع راولپنڈی میں کل کتنا عملہ تعینات ہے اور ان کی گریڈ وائز تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت اس ناکارہ مشینری کو کارآمد بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اس کی مرمت میں کیا مشکلات حائل ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ زراعت فیلڈ ونگ کے زیر انتظام ضلع راولپنڈی میں زمین کے کٹاؤ کو روکنے اور قابل کاشت بنانے کے لئے 30عدد بلڈوزر موجود ہیں ان میں سے 3عدد بلڈوزر زیر مرمت ہیں اور 27عدد بلڈوزر کارآمد ہیں اور اس وقت فیلڈ میں چل رہے ہیں۔

(ب) محکمہ زراعت فیلڈونگ کے زیر انتظام زرعی انجینئر فیلڈ راولپنڈی اور زرعی انجینئر تحفظ اراضیات اپنے دیگر عملہ کے ساتھ راولپنڈی ڈویژن میں چلنے والی مشینری پر تعینات ہیں جن کی گریڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس ضمن میں گزارش ہے کہ ضلع راولپنڈی میں زمینی کٹاؤ کو روکنے کے لئے تمام مشینری کارآمد ہے۔ صرف 3 عدد بلڈوزر زیر مرمت ہیں جو کہ جلد ہی مرمت ہو کر فیلڈ میں کام کرنا شروع کر دیں گے۔ مرمت کے لئے تمام ضروری وسائل دستیاب ہیں اور کوئی مشکل حائل نہ ہے۔

شعبہ شماریات محکمہ زراعت کی پرائیویٹائزیشن پر عوامی تحفظات

*4633: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت شعبہ شماریات پنجاب جو 1957 میں قائم ہوا تھا کو حکومتی سرپرستی سے محروم کر کے ایک برطانوی ادارے ڈفڈ (DFID) کی کنٹریکٹ فرم آکسفورڈ پالیسی مینجمنٹ (OPM) کی سٹڈی کی روشنی میں پرائیوٹائز کیا جا رہا ہے اور تقریباً 500 ملازمین کو بے روزگار کرنے کی ایک سعی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قومی اہمیت کے اس ادارہ کو جو کہ صوبائی اور وفاقی سطح پر اکنامک اور پلاننگ کے لئے درست اور مصدقہ اعداد و شمار مہیا کرتا ہے، حکومتی سرپرستی سے محروم کرنے سے حکومت ایک بہت بڑے اثاثہ سے محروم ہو جائے گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کے سالانہ بجٹ کی بنیاد اس ادارہ کے اعداد و شمار پر ہوتی ہے اور اس ادارہ کی طرف سے سالانہ چھپنے والی بک پنجاب ڈویلپمنٹ Statistics صوبائی سطح پر آئندہ بہتر منصوبہ بندی کے لئے مفید ثابت ہوئی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ادارہ کو اپنی سرپرستی میں رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے نہیں تو کیوں، نیز ادارہ ہذا کے 500 ملازمین کے بارے میں حکومت نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے اس بارے میں بھی ایوان کو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ زراعت شعبہ شماریات نے برطانوی ادارے ڈفڈ (DFID) کے ساتھ کچھ فنی مسائل کے بارے میں مشاورت کی تھی لیکن محکمہ شعبہ شماریات کو پرائیویٹائز کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

(ب) محکمہ ہذا کو پرائیویٹائز کرنے کی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے۔

(د) محکمہ ہذا کو پرائیویٹائز کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

پنجاب میں سبزیوں کی گریڈنگ، پیکنگ، مارکیٹنگ کے لئے سنٹرز بنانے کی تفصیلات

*4652: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت، پنجاب میں سبزیوں کی گریڈنگ، دھلائی، پیکنگ اور مارکیٹنگ کے لئے سنٹرز قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کتنے سنٹر کہاں کہاں قائم کئے جائیں گے، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی سرپرستی میں پھلوں اور سبزیوں کو خشک کرنے کے لئے ڈی ہائیڈریشن یونٹس قائم کئے جانے کا امکان ہے، اگر ہاں تو یہ یونٹس کس کس جگہ اور کتنی لاگت سے قائم ہوں گے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! محکمہ زراعت سبزیوں کی گریڈنگ، دھلائی، پیکنگ اور مارکیٹنگ کی سہولیات زیادہ سبزیاں پیدا کرنے والے اضلاع میں کاشتکار تنظیموں کو 80:20 فیصد کی شراکتی بنیادوں پر دینے کے لئے غور کر رہا ہے لیکن یہ منصوبہ تیاری کے ابتدائی مراحل میں ہے اس لئے اس کی حتمی منظوری کے بغیر کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔

(ب) جی نہیں! ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

سال2009، سپر باسمتی چاول کے ریٹ کی تفصیلات

*4678: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب نے سال2009 میں سپر باسمتی چاول کو کس حساب سے کسانوں سے خریدا؟

(ب) صوبہ پنجاب میں سال2009 کے دوران چاولوں کی کتنی اقسام کو کاشت کیا گیا؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب نے سال 2009 میں سپر باسمتی -/1250روپے فی40 کلوگرام کی قیمت سے خریدا۔

(ب) صوبہ پنجاب میں سال 2009 کے دوران چاول کی مندرجہ ذیل منظور شدہ اقسام کو کاشت کیا گیا۔

* سپر باسمتی
* باسمتی385
* باسمتی2000
* اری6

گندم کی کاشت بڑھانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4914: چودھری ظہیر الدین خان: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت گندم کی کاشت بڑھانے اور مقررہ اہداف پورے کرنے کے لئے صاف ستھرے صحت مند بیج اور کھادوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھارہی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) حکومت جعلی اور ملاوٹ شدہ زرعی ادویات کی فروخت کو روکنے کے لئے کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) گندم کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:۔

- پنجاب سیڈ کارپوریشن کے 18 سیل پوائنٹ پنجاب بھر میں کھولے گئے ہیں جو اس وقت کسانوں کو درج ذیل اضلاع میں معیاری بیج فراہم کررہے ہیں۔

- اٹک،پپلاں،سرگودھا،جھنگ،فیصل آباد،گوجرانوالہ،لاہور،ساہیوال،چشتیاں،وہاڑی،خانیوال،ملتان، ڈی جی خان،لیہ،بھکر،بہاول پور،لودھراں اور رحیم یار خان
- پنجاب بھر میں اس وقت پنجاب سیڈ کارپوریشن کے 1761 نجی ڈیلرز کسانوں کو معیاری بیج فراہم کر رہے ہیں۔
- تحصیل و مرکز کی سطح پر محکمہ زراعت کی طرف سے گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے نمائشی پلاٹ لگائے جاتے ہیں جس کے ذریعے پیداواری ٹیکنالوجی سے کسانوں کو عملی طور پر آگاہ کیا جاتا ہے۔
- کھاد بنانے والی کمپنیوں کی جانب سے تمام اضلاع کو روزانہ مہیا کی جانے والی کھاد کی متعلقہ ضلع کو فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے اور تمام اضلاع کے متعلقہ آفیسر بھی کھاد کی دستیابی کا مکمل ریکارڈ رکھتے ہیں۔
- صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبوں کو کھادوں کی غیر قانونی ترسیل روکنے کے لئے بھرپور اقدامات کئے جا رہے ہیں۔
- TCP(ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان) کے ذریعے باہر کے ملکوں سے کھاد کی درآمد کو بروقت یقینی بنایا جاتا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب اپنے قانونی دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے غیر معیاری زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:۔

- غیر معیاری زرعی ادویات کا کاروبار کرنے والے کاروباری حضرات کے خلاف بلاتمیز قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔
- ضلع کی سطح پر ٹال فری کنٹرول لائن 0800-02200 کی تشہیر کی جاتی ہے تاکہ جعلی زرعی ادویات کی اطلاع پر فوری کارروائی عمل میں لائی جاسکے۔اس کے علاوہ پیسٹیسائیڈز کے تجزیہ کو تین دن کے اندر یقینی بنایا جاتا ہے۔کیمیائی تجزیہ میں اگر کھاد یا کیمیکل ملاوٹ شدہ ثابت ہو جائے تو فوری طور پر متعلقہ تھانہ میں حسب قانون ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے۔
- ان کاوشوں کے نتیجے میں ملاوٹ کی شرح 18.7 فیصد سے کم ہو کر 2.47 فیصد رہ گئی ہے۔

زراعت میں پی ایچ ڈی کرنے والے افراد کی تفصیلات

*5001:انجینئر قمر الاسلام راجہ:کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے علاوہ کتنی یونیورسٹیوں میں زراعت کے کسی شعبے میں پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے نیز پنجاب میں گزشتہ دو برسوں میں کل کتنے افراد نے زراعت میں پی ایچ ڈی کی؟

(ب) زراعت میں پی ایچ ڈی کے لئے اندرون ملک اور بیرون ملک کتنے سکالرشپ صوبائی حکومت کی طرف سے دیئے جاتے ہیں اور کیا حکومت ان میں اضافہ کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے علاوہ بارانی یونیورسٹی راولپنڈی میں بھی زراعت کے مختلف شعبوں میں پی ایچ ڈی کروائی جاتی ہے۔ دونوں زرعی یونیورسٹیوں میں گزشتہ دو برسوں میں کل 150 افراد نے پی ایچ ڈی مکمل کی جن کی علیحدہ علیحدہ تفصیل اس طرح ہے۔

سال	زرعی یونیورسٹی فیصل آباد	بارانی یونیورسٹی راولپنڈی	میزان
2008	57	3	60
2009	78	12	90
میزان	135	15	150

(ب) کسی بھی زرعی یونیورسٹی کے طلباء کو زراعت میں پی ایچ ڈی کے لئے اندرون یا بیرون ملک کوئی سکالرشپ صوبائی حکومت کی طرف سے نہیں دیا جارہا ہے۔

پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد کا قیام و دیگر تفصیلات

*5085: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ AARI، فیصل آباد کب قائم ہوا اس کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) اس میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں کس پر ریسرچ کی جا رہی ہے اور ان دو سالوں کے دوران کتنی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی؟

(ہ) اس انسٹیٹیوٹ میں کتنی گاڑیاں ہیں، ان گاڑیوں کے ان دو سالوں کے اخراجات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(و) کیا حکومت اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) 1938 میں sereal section میں دالوں کی تحقیق پر کام شروع ہوا۔ 1971 میں پلسز سیکشن خود مختار ہو گیا اور پھر 1982 میں تحقیقاتی ادارہ برائے دالیں بن گیا۔

اغراض و مقاصد

- دالوں کی فصلوں کی نئی اقسام بنانا جن کی پیداواری صلاحیت بہتر ہو۔ بیماریوں اور موسمی اثرات کے خلاف قوت مدافعت ہو۔ تھوڑے عرصہ میں پکنے والی ہوں اور ان کی کوالٹی بھی بہتر ہو۔
- پوری پیداواری صلاحیت حاصل کرنے کے لئے بہتر پیداواری ٹیکنالوجی روشناس کروانا۔
- دالوں کی فصلوں کو زیادہ سے زیادہ اگانے کی ترغیب دینا۔

(ب) سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران تنخواہوں، آپریشنل فنڈ اور گاڑیوں کی مرمت اور دیگر آلات کی مدات میں کل 4 کروڑ 9 لاکھ 63 ہزار روپے فراہم کئے گئے۔ ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل اس طرح سے ہے۔

تنخواہیں

(2007-08)	ایک کروڑ 55 لاکھ 64 ہزار روپے
(2008-09)	ایک کروڑ 80 لاکھ 13 ہزار روپے
کل:	3 کروڑ 35 لاکھ 77 ہزار روپے

آپریشنل فنڈ:

(2007-08)	25 لاکھ 22 ہزار روپے
(2008-09)	42 لاکھ 75 ہزار روپے
کل:	67 لاکھ 97 ہزار روپے

مرمت گاڑیاں اور دیگر آلات:

(2007-08)	2 لاکھ 94 ہزار روپے
(2008-09)	2 لاکھ 95 ہزار روپے
کل:	5 لاکھ 89 ہزار روپے

(ج) پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کل 92 ملازمین کام کرتے ہیں جن میں سے 15 ملازمین گزیٹڈ اور 77 معاون نان گزیٹڈ ملازمین ہیں۔ یہ ملازمین فیصل آباد، سیالکوٹ، شیخوپورہ، کلور کوٹ اور رکھ اترا میں کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس ادارہ میں دیسی چنے، کابلی چنے، مسور، مونگ، ماش، خشک مٹر اور لوبیا وغیرہ کی فصلوں پر تحقیقاتی کام ہو رہا ہے۔ان دو سالوں میں کل 3 کروڑ 80 لاکھ 21 ہزار روپے کی رقم ریسرچ پر خرچ ہوئی۔

(ہ) ادارہ ہذا کے پاس کل 6 گاڑیاں ہیں۔دو سالوں میں ان گاڑیوں پر کل 3 لاکھ 89 ہزار 272 روپے خرچ کئے گئے۔ان میں مالی سال 08-2007 میں 96 ہزار 711 روپے اور مالی سال 09-2008 میں 2 لاکھ 92 ہزار 561 روپے خرچ ہوئے۔

(و) جی ہاں، حکومت پلسز ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

ضلع وہاڑی، محکمہ کے شعبہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5135: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت ضلع وہاڑی میں کون کون سے شعبہ جات کام کر رہے ہیں ان شعبہ جات کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟

(ب) ہر شعبہ کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم مد وائز وصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کون کون سے منصوبہ جات مکمل کئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(د) کتنے اور کون کون سے منصوبہ جات ابھی زیر تکمیل ہیں یہ کب تک مکمل ہوں گے اور ان کے لئے کتنی رقم درکار ہوگی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ زراعت کے مندرجہ ذیل ذیلی دفاتر کام کر رہے ہیں:۔

نمبر شمار	نام شعبہ جات	ذیلی دفاتر	نام انچارج	عہدہ	گریڈ
1	ڈائریکٹر جنرل ریسرچ	کاٹن ریسرچ سٹیشن، وہاڑی	خالد محمود	ماہر کپاس (کاٹن باٹنسٹ)	18+165
		سوائل اینڈ واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری، گورنمنٹ سیڈ فارم وہاڑی	محمد اشرف	ڈسٹرکٹ آفیسر سوائل فرٹیلیٹی	18
2	ڈائریکٹر جنرل اصلاح آبپاشی	واٹر مینجمنٹ وہاڑی	محمد گلزار خلجی	ڈسٹرکٹ آفیسر واٹر مینجمنٹ	18
3	ڈائریکٹر جنرل فیلڈ	زرعی انجینئرنگ وہاڑی	کیوان قدر عزیز	اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (فیلڈ اینڈ ورکشاپ) وہاڑی	17

			عبدالغفور	اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجینئر (ویل ڈرلنگ) وہاڑی	17
4	ڈائریکٹر جنرل توسیع	شعبہ توسیع وہاڑی	شہزار صابر	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) وہاڑی	18
			رانا احمد منیر	ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) وہاڑی	18
5	ڈائریکٹر جنرل پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز	(پلانٹ پروٹیکشن) وہاڑی	چودھری محمد اشرف	اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پلانٹ پروٹیکشن) وہاڑی	18

(ب) ان شعبہ جات کی سال2007-08 اور 2008-09 میں مد وار وصول شدہ رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ زراعت وہاڑی کے ذیلی دفاتر میں جو منصوبہ جات مکمل کئے گئے ان کے نام اور تخمینہ لاگت اس طرح سے ہیں:۔

1۔ڈائریکٹر جنرل ریسرچ

کاٹن ریسرچ سٹیشن وہاڑی	کپاس کی قسم	FVH–53	1998	
	۔ایضاً۔		VH–289	
سوائل اینڈ واٹر ٹیسٹنگ لیبارٹری	2007-08	مٹی کے نمونہ جات9505	پانی کے نمونہ جات	602
		2008-09	مٹی کے نمونہ جات9555	پانی کے نمونہ جات 732

2۔ڈائریکٹر جنرل اصلاح آبپاشی

2007-08 تعمیر کھالہ جات115 لاگت 7کروڑ50لاکھ38ہزار500روپے

2008-09 تعمیر کھالہ جات41 لاگت3کروڑ14لاکھ45ہزار720روپے

3۔ڈائریکٹر جنرل فیلڈ

اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجنیئر (فیلڈ ورکشاپ)

ہمواری زمین کے لئے رعایتی نرخوں پر مہیا کئے گئے ٹریکٹر 11عدد

2007-08اور2008-09 ناہموار رقبہ کو ہموار بنایا 4100ایکڑ

اسسٹنٹ ایگریکلچرل انجنیئر (ویل ڈرلنگ)

2007-08اور2008-09 رعایتی نرخوں پر فراہم کردہ ٹیوب ویل 137عدد

4۔ ڈائریکٹر جنرل توسیع

سال	نام ذیلی دفتر	مدات	وصول شدہ رقم (روپوں میں)	کل بجٹ (روپوں میں)
2007-08	شعبہ توسیع، وہاڑی	وہاڑی میں بیالوجیکل لیبارٹری کا قیام مینجنگ بوریوالہ سٹرینوائرس آف کاٹن کمیونٹی انٹیگریٹیڈ پیسٹ مینجمنٹ(CIMP)	4لاکھ22ہزار ایک لاکھ53ہزار 19لاکھ13ہزار300	24لاکھ88ہزار300

2008-09	سرکاری رقبہ پر گندم کی کاشت مہم فصل گندم	2لاکھ47ہزار500	32لاکھ17ہزار500
		29لاکھ70ہزار	

(د) محکمہ زراعت وہاڑی کے ذیلی دفاتر میں جو منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:-

1- ڈائریکٹر جنرل ریسرچ

مذکورہ بالا شعبہ کے دونوں ذیلی دفاتر میں کوئی ترقیاتی منصوبہ زیر تکمیل نہیں ہے۔

2- ڈائریکٹر جنرل اصلاح آبپاشی

مذکورہ بالا شعبہ کے ذیلی دفتر کے دونوں سالوں کے دوران کوئی منصوبہ زیر تکمیل نہیں ہے۔

3- ڈائریکٹر جنرل فیلڈ

مذکورہ بالا شعبہ کے ذیلی دفاتر کے پاس موجود مشینری اپنی عمر پوری کر چکی ہے اس لئے اپنے 10303 ایکڑ بنجر رقبہ کو قابل کاشت بنانے کے لئے دونوں سالوں کے دوران 100 عدد نئے بلڈوزر خریدنے کا منصوبہ منظوری کے لئے حکام بالا کو بھجوایا ہوا ہے۔

4- ڈائریکٹر جنرل توسیع

سال	شعبہ	نام زیر تکمیل منصوبہ جات	لاگت(روپوں میں)	کل رقم(روپوں میں)
2008-09	شعبہ توسیع،وہاڑی	گرین ٹریکٹر سبسڈی سکیم	6کروڑ30لاکھ	7کروڑ11لاکھ44ہزار50
		گندم کی پیداوار بڑھا کر تحفظ خوراک کو یقینی بنانا	40لاکھ86ہزار250	
		سبزیات کی پیداوار کے لئے ٹنل ٹیکنالوجی کی ترویج	40لاکھ57ہزار800	

تحصیل بھلوال، مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5152: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بھلوال تحصیل کی حدود میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ہر مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر کا نام و پتا بتائیں؟

(ج) ان چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر کا چناؤ کون کرتا ہے اور ان کا طریق کار کیا ہے؟

(د) ان کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ہ) ہر مارکیٹ کمیٹی کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں، ان کے نمبر اور ماڈل بتائیں؟

(و) ان گاڑیوں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل بھلوال کی حدود میں دو مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی بھلوال (بھلوال شہر)

2۔ مارکیٹ کمیٹی پھلرواں (پھلرواں)

(ب)

نام مارکیٹ کمیٹی	نام ایڈمنسٹریٹر	پتا
بھلوال	شیخ الطاف سعید	لالہ زار بھلوال
پھلرواں	رانا غلام سرور	مکان نمبر 108، گلی جھل پانی محلہ پھکوالی میانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

(ج) ان ایڈمنسٹریٹر کی تقرری حکومت پنجاب بذریعہ محکمہ زراعت بروئے پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 سیکشن 33 کے تحت کرتی ہے۔ حکومت کی پالیسی کے مطابق ایڈمنسٹریٹر کی تعیناتی عام پبلک کے ساتھ ساتھ محکمہ کے سرکاری افسران میں سے بھی کی جاسکتی ہے۔ جبکہ چیئرمین کی تقرری تشکیل شدہ مارکیٹ کمیٹی کے ممبران میں سے بذریعہ انتخاب پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ 12 کے تحت ہوتی ہے جو مارکیٹ کمیٹی کے پہلے اجلاس میں کی جاتی ہے۔

(د) سرکاری ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کو -/800 روپے، سیاسی ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی کو -/250 روپے اور چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کو -/1000 روپے ماہانہ بطور اعزازیہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر مارکیٹ کمیٹی کے پاس گاڑی ہو تو چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی دفتری امور سرانجام دینے کے لئے اس کا استعمال کرتا ہے۔

(ہ) مارکیٹ کمیٹی بھلوال کے پاس ایک گاڑی ہے جس کا ماڈل سوزوکی جیپ پوٹھوہار 2005 ہے۔ گاڑی نمبر SLG6449 ہے مارکیٹ کمیٹی پھلرواں کے پاس کوئی گاڑی نہ ہے۔

(و) مارکیٹ کمیٹی بھلوال کے زیر استعمال گاڑی کے دونوں سالوں 08۔2007 اور 09۔2008 کے پٹرول اور مرمت کے کل اخراجات 3 لاکھ 2 ہزار 261 روپے ہیں۔ سال وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

مارکیٹ کمیٹی بھلوال	2007-08	پٹرول اور مرمت	ایک لاکھ 30 ہزار 238 روپے
	2008-09	-ایضاً-	ایک لاکھ 72 ہزار 29 روپے

سال2007اور2008کے دوران چاول کی نئی قسم دریافت کرنے کی تفصیلات

*5182: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

محکمہ زراعت نے سال2007اور2008 میں سپر کرنل چاول کی کوئی نئی قسم دریافت کی ہے، اگرہاں تو تفصیل فراہم کریں؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

زرعی تحقیقاتی ادارہ دھان کالاشاہ کاکو نے سال2007اور2008 میں باسمتی515تیار کی ہے اور ٹیسٹنگ کے تمام مراحل مکمل کرنے کے بعد عام کاشت کی منظوری کے لئے کیس تیار کر لیا ہے۔ جو ورائٹی ایولیوایشن کمیٹی (variety evaluation committee) سے منظوری کے بعد کاشتکاروں کو مہیا کر دیا جائے گا۔

پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی کا قیام و دیگر تفصیلات

*5266: میاں نصیر احمد: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے محکمہ زراعت کا ایک ذیلی ادارہ PAMCO(پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی) ہے تو اس ادارے کا کام کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ PAMCO نے صوبہ پنجاب کے مختلف شہروں میں کولڈ سٹوریج بنائے ہیں یہ کولڈ سٹوریج سنٹر کن کن شہروں میں بنائے گئے ہیں، ان پر کتنی لاگت آئی ہے، ان میں کون سا فروٹ اور سبزی سٹور کی جاتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ PAMCO پنجاب کے مختلف شہروں میں کولڈ سٹوریج سنٹر بنانے کے بعد کسی این جی او یا کسی ادارے کے سپرد کرتا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو اب تک کون کون سا کولڈ سٹوریج سنٹر کس این جی او یا ادارے کے سپرد کیا گیا ہے اور کون سا کولڈ سٹوریج سنٹر بنانے کے بعد سپرد کیا جائے گا نیز کن شرائط اور معاہدوں کے تحت یہ کیا جارہا ہے یا کیا جائے گا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔کہ PAMCO حکومت پنجاب محکمہ زراعت کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔یہ ادارہ پرائیویٹ سیکٹر کے لوگوں کے ذریعے چلایا جاتا ہے اور اس کے تمام کام بورڈ آف ڈائریکٹرز کی زیر نگرانی ہوتے ہیں۔PAMCO کے منصوبے پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون سے بنائے جاتے ہیں اور وہی ان کو چلاتے ہیں۔اس ادارے کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

- پھلوں اور سبزیوں کی مقامی اور بیرون ملک منڈیوں تک رسائی بہتر کرنا۔
- فارم مصنوعات کی کوالٹی بعد از برداشت جدید ٹیکنالوجی سے بہتر بنانا۔
- نئی مصنوعات اور مارکیٹنگ کے شعبہ میں بعد جدید عالمی رجحانات متعارف کروانا۔
- موجودہ زرعی مارکیٹنگ نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنا۔
- نئے منصوبہ جات جن میں پھلوں اور سبزیوں کی مارکیٹنگ جدید طریقے سے ہو ان کی کاشت اور بعد از حفاظت اور پھر ان کو بیرون ملک برآمد کے لئے تیار کرنا شامل ہے۔

(ب) ابھی تک صرف لاہور میں 15 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک کولڈ سٹور تعمیر کیا گیا ہے جو کہ علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئرپورٹ کی حدود میں واقع ہے۔ایک کثیر المقاصد کولڈ سٹور ہونے کی بناء پر اس میں مختلف پھل، سبزیاں اور گوشت وغیرہ بیک وقت مختلف درجہ حرارت پر محفوظ کئے جا سکتے ہیں تاکہ وہ اپنی قدرتی تازگی کے ساتھ بیرون ملک منڈیوں سے پہنچائے جا سکیں جس سے صوبہ کی مختلف اشیاء کی ساکھ میں بہتری آئے۔

(ج) لاہور کے کولڈ سٹور کا انتظام اور دیکھ بھال ایجیلیٹی (agility) جو کہ بین الاقوامی لاجسٹکس کمپنی ہے، کے سپرد کیا جا چکا ہے جس کی منظوری PAMCO کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے دی ہے۔ ایجیلیٹی (agility) لاجسٹکس کمپنی کو تین سال کے لئے لاہور کولڈ سٹور کے آپریشن لیز پر دیئے گئے ہیں۔اس تین سالہ لیز کی مدت 11-نومبر 2009 سے 11-نومبر 2012 تک ہے۔

رحیم یار خان میں آم اور کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے تحقیقاتی اداروں کی تفصیلات

*5458: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رحیم یار خان میں آم اور کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کتنے تحقیقاتی ادارے کام کر رہے ہیں انکے دفاتر کہاں کہاں پر موجود ہیں؟

(ب) ان میں کل کتنا سٹاف کام کر رہا ہے؟

(ج) ان تحقیقاتی اداروں نے 2005 سے آج تک کون کون سی ریسرچ کی ان اداروں کی مجموعی کارکردگی کیا رہی، اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیرزراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) رحیم یار خان میں محکمہ زراعت پنجاب کا کوئی ادارہ آم پر تحقیقی کام نہیں کر رہا ہے۔ البتہ رحیم یار خان میں کپاس پر تحقیقات کا ایک مرکز "کاٹن ریسرچ سٹیشن" کے نام سے کام کر رہا ہے جو کہ چک نمبر P/101 ابوظہبی روڈ پر واقع ہے۔ یہ مرکز تحقیقاتی ادارہ برائے کپاس فیصل آباد کے ماتحت ہے۔

(ب) اس تحقیقی مرکز "کاٹن ریسرچ سٹیشن رحیم یار خان" میں کل 42 افراد کام کر رہے ہیں۔

(ج) کپاس کے تحقیقی مرکز "کاٹن ریسرچ سٹیشن رحیم یار خان" کی دریافت کردہ اقسام RH-620 اور (RH-625(Bt نے سال 10-2009 میں قومی اور صوبائی سطح پر اہم ترین تجربات / ٹرائلز میں بہت اچھی پیداواری ہے جو کہ درج ذیل جدول سے ظاہر ہے۔

Provincial Cotton Research Trials		National Coordinated Varietals Trials	
Varieties	Yield (m/ac)	Varieties	Yield (m/ac)
MNH-886	32.0	BH-172	28.0
BH-172	29.6	MNH-814	26.2
FH-113	29.6	RH-620	23.0
MNH-814	28.4	SLH-317	20.7
SLH-317	26.0	FH-941	17.3
VH-280	25.7	FH-942	17.2
FH-941	24.5	CRSM-2007	14.8
RH-625(Bt)	24.0	VH-289	13.4
VH-289	22.3	CIM-496	10.4
CIM-496	22.3		

اس کے علاوہ کپاس کی مزید اقسام آزمائش کے مختلف مراحل میں ہیں جو آئندہ 2 سے 3 سال مطلوبہ ٹرائل مکمل کر لیں گی۔

محکمہ اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5544: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیرزراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں اس وقت کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) یہ گاڑیاں کن کن آفیسرز کے زیر استعمال ہیں نیز ان افسران کے نام، عہدہ، گاڑی نمبر اور ماہانہ پٹرول و مرمت کا خرچہ بتائیں؟

(ج) کیا یہ افسران گاڑیاں رکھنے اور استعمال کرنے کے مجاز ہیں نیز ان کی موجودہ ذمہ داریوں کی تفصیل سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ اصلاح آبپاشی کے صوبائی دفتر میں اس وقت 14 گاڑیاں ہیں۔

(ب) ان گاڑیوں پر مالی سال 10-2009 میں پٹرول اور مرمت کی مد میں کل 66 لاکھ 44 ہزار 16 روپے خرچ ہوئے۔ افسران کے نام، عہدہ، گاڑیوں کے نمبر اور ماہانہ پٹرول و مرمت کے خرچہ کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں وہ ان کے استعمال کے مجاز ہیں۔ ان افسران کی موجودہ ذمہ داریوں کی تفصیل جز (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔ مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5779: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین مقرر کئے گئے ہیں اور کیا ان کا تقرر سیاسی بنیادوں پر کیا جاتا ہے؟

(ب) مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین کی تقرری کے لئے کیا شرائط ہیں؟

(ج) لاہور شہر میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں ان کے عہدے داران کا تقرر کون کرتا ہے نیز ان کو کیا سہولیات اور مراعات مہیا کی جاتی ہیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس وقت لاہور شہر میں مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی بجائے پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 کی دفعہ 33 کے تحت سول ایڈمنسٹریٹرز تعینات کیے گئے ہیں۔ ان کی تعیناتی صرف بطور عارضی انتظام ہے جبکہ حکومت پنجاب بلدیاتی انتخابات کے بعد ضلع

کونسل کی موجودگی میں ضابطے کے مطابق مارکیٹ کمیٹیوں میں ممبران کی تعیناتی کے ساتھ ساتھ چیئرمین کا انتخاب عمل میں لائے گی۔

(ب) پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس آرڈیننس 1978 و جنرل رولز 1979 کی دفعہ 12 و قاعدہ 12 کے تحت ہر مارکیٹ کمیٹی اپنے ارکان میں سے کسی ایک کا انتخاب بطور چیرمین کر سکتی ہے تاہم شرط یہ ہے اگر کوئی ممبر کاشتکار نہیں ہے اور تعلیم میٹرک نہ ہے تو وہ چیئرمین کے انتخاب کا اہل نہیں ہوگا۔

(ج) لاہور شہر میں چار مارکیٹ کمیٹیاں ہیں۔ پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹس (جنرل) رولز 1979 کے قاعدہ 9(2) کے تحت سیکرٹری زراعت حکومت پنجاب بذریعہ نوٹیفکیشن مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے تاریخ مقرر کرتے ہیں۔ اگر اس تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود ہو تو ضلع ناظم ہر مارکیٹ کمیٹی کے طے شدہ ممبران کی تعداد کے مطابق اپنی سفارشات کے ساتھ ہر اسامی کے لئے 2 افراد کا پینل ضلع کونسل کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ضلع کونسل اس پینل میں سے ایک ایک نام مارکیٹ کمیٹی کی ہر نشست کے لئے منتخب کرتی ہے۔ تاہم ضلع کونسل ضلع ناظم کی سفارشات کو کلی یا جزوی طور پر قبول کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ اگر حکومت کی طرف سے مقرر شدہ تاریخ کے وقت ضلع کونسل موجود نہ ہو تو درج بالا طریق کار کے مطابق متعلقہ ضلعی رابطہ آفیسر ممبران کے ناموں کے پینل کی سفارشات حکومت کو ارسال کرتا ہے اور حکومت اس پینل سے ممبران کے نام منتخب کر کے نوٹیفائی کرتی ہے۔

مراعات / سہولیات (سفری / ڈیلی الاؤنس) کے حوالے سے قاعدہ 58 میں ممبران مارکیٹ کمیٹی کا استحقاق گریڈ 16 کے سرکاری ملازم کے مطابق ہے جبکہ چیئرمین اور وائس چیئرمین مارکیٹ کمیٹی (Class A&B) کا استحقاق گریڈ 18 کے سرکاری ملازم کے مطابق ہے اور چیئرمین اور وائس چیئرمین مارکیٹ کمیٹی (Class C) استحقاق گریڈ 17 کے سرکاری ملازم کے مطابق ہے تاہم چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کو -/250 روپے ماہانہ اعزازیہ بھی ملتا ہے اور مارکیٹ کمیٹی کے پاس اگر گاڑی ہو تو چیئرمین کو دفتری امور کی انجام دہی کے لئے گاڑی کی سہولت بھی مہیا ہوتی ہے۔

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں کاٹن کی ورائٹی دریافت کرنے کی تفصیلات

*5826: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد نے قائم کئے جانے سے آج تک کاٹن کی کتنی ورائٹی دریافت کرنے کے بعد کامیابی سے متعارف کروائی ہیں؟

(ب) ان ورائٹیز کو جن سائنسدانوں نے دریافت کیا ان کے نام کیا ہیں اور کس سال میں دریافت کیا گیا؟

(ج) پاکستان میں کامیاب کاٹن ورائٹی کی فی ایکڑ پیداوار کتنی ہے ہر ورائٹی کے بارے میں بتایا جائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد نے 1962 سے آج تک کپاس کی 37 اقسام کامیابی سے متعارف کروائی ہیں۔

(ب) ان اقسام کے نام اور دریافت کردہ سائنسدانوں کے نام مع سال گوشوارہ نمبر (اے) میں درج ہیں۔

(ج) پاکستان میں گزشتہ سال کپاس کی فی ایکڑ اوسط پیداوار 21 من جبکہ زیادہ سے زیادہ 40 من فی ایکڑ رہی۔ ان میں منظور شدہ قسم MNH-786 اور FH-113 شامل ہیں۔ دیگر ورائٹیز کی PCRT (Provincial Cotton Research Trials) اور NCVT (National Coordinated Varietals Trials) کے مطابق پیداوار اس طرح سے ہے۔

Provincial Cotton Research Trials		National Coordinated Varietals Trials	
Varieties	Yield(m/ac)	Varieties	Yield(m/ac)
MNH-886	32.0	BH-172	28.0
BH-172	29.6	MNH-814	26.2
FH-113	29.6	RH-620	23.0
MNH-814	28.4	SLH-317	20.7
SLH-317	26.0	FH-941	17.3
VH-280	25.7	FH-942	17.2

FH-941	24.5	CRSM-2007	14.8
RH-625(Bt)	24.0	VH-289	13.4
VH-289	22.3	CIM-496	10.4
CIM-496	22.3		

فیصل آباد۔ہارٹیکلچر ریسرچ سٹیشن فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ کی تفصیلات

*5828: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہارٹیکلچر ریسرچ سٹیشن فار فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ فیصل آباد کس جگہ پر ہے؟

(ب) اس ادارے کی گزشتہ 5 سال کی کیا کارکردگی رہی ہے اور اس کو 10-2009 میں کتنا بجٹ فراہم کیا گیا؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہارٹی کلچر ریسرچ سب سٹیشن فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ جھنگ روڈ فیصل آباد میں واقع ہے۔

(ب) پچھلے پانچ سال کے عرصہ کے دوران اس سٹیشن کی کارکردگی اس طرح سے ہے۔

- مختلف غیر ملکی پودے جیسے یوکا (yucca)، کٹ فریزیا (cut freesia)، روزا سیٹی فولیا (rosa cetifolia)، گل گلائل (gladiolus) اور رینکولس (rananculus) وغیرہ پر مقامی ماحول کے لئے مختلف کامیاب تجربات کئے گئے۔
- ضروری تیل کشید کرنے کے لئے مختلف پودے جیسے سم بوپوگن (cymbopogon)، پودینہ (mint)، روز میری (rosemary)، روزا سیٹی فولیا (rosa cetifolia)، نیاز بو اور سفیدہ پر تجربات کر کے بہتر نتائج حاصل کئے گئے۔
- 13 فلاور شوز / مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔
- 12 مضامین مختلف رسالہ جات اور اخبارات میں انگلش اور اردو میں شائع ہوئے۔
- مختلف عنوانات پر 16 تقاریر ریڈیو اور ٹی وی پر ریکارڈ کروائی گئیں۔
- پانچ سالوں کے عرصہ میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے 23 طلباء کو انٹرن شپ سکیم کے تحت عملی تربیت کروائی گئی۔
- مذکورہ ادارے کو مالی سال 10۔2009 میں 54 لاکھ 28 ہزار روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا۔

رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو کے رقبہ،
سٹاف اور کارکردگی کی تفصیل

*6077: محترمہ نسیم لودھی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو شیخوپورہ کا کل کتنا رقبہ ہے نیز کتنے رقبے پر عمارت بنی ہوئی ہے اور کتنا رقبہ زرعی مقاصد کے طور پر استعمال ہوتا ہے؟

(ب) متذکرہ انسٹیٹیوٹ میں کل کتنا سٹاف کام کرتا ہے؟

(ج) متذکرہ انسٹیٹیوٹ نے سال 2000 تا 2005 میں چاول کے کتنے نئے بیج مارکیٹ میں متعارف کروائے؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ، کالا شاہ کاکو 560 ایکڑ اور 5 کنال پر مشتمل ہے۔

عمارات، شاہرات کا رقبہ: 68 ایکڑ

زرعی مقاصد کے لئے زیر استعمال رقبہ: 492 ایکڑ 5 کنال

(ب) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو میں کل پوسٹوں کی تعداد 115 ہے جس میں 80 افراد کام کر رہے ہیں باقی 35 پوسٹیں خالی ہیں۔

(ج) رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو نے 2000 تا 2005 میں چاول کی ایک نئی قسم باسمتی 2000 مارکیٹ میں متعارف کروائی۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حضرت!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں جناب نے حکم دیا تھا کہ میرے حلقہ پی پی۔145 میں سیوریج واٹر sweet water میں mix ہوتا ہے۔ آپ نے منسٹر صاحب کو حکم دیا تھا کہ اگلے اجلاس میں اس کی رپورٹ پیش کریں۔ اس کی رپورٹ نہیں پیش کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، متعلقہ منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ابھی متعلقہ منسٹر موجود نہیں ہیں اگر ابھی آجاتے ہیں تو ابھی رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ کسی کی ڈیوٹی لگا دیں تاکہ یہ رپورٹ پیش کر دیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! ان سے متعلقہ رپورٹ متعلقہ منسٹر صاحب لے کر مجھے پہنچائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Constitution of the Islamic Republic of Pakistan 1973 کے آرٹیکل (130) جس میں کابینہ کو defined کیا گیا ہے تو اس میں وہ کہہ رہا ہے کہ:

> There shall be cabinet of ministers with the Chief Minister as its head.

اس پورے Constitution کے آرٹیکل کو پڑھ لیں اس میں لفظ خادم اعلیٰ کہیں بھی نہیں ہے۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: چلیں! آپ تشریف رکھیں، آپ کو ہر بات پر اعتراض ہوتا ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے اور الحمدللہ کہ وہ خادم اعلیٰ ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اب جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کی پہلی تحریک التوائے کار نمبر 704 ہے۔ جناب علی حیدر نور خان نیازی صاحب کدھر ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں اور اگر نہیں ہیں تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 725/10 سردار خالد سلیم صاحب کی ہے۔ رانا صاحب! اس کا جواب آنا تھا؟

لاہور میں ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول بننے والی اکثر رہائشی کالونیوں کی تعمیر میں بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کے زیر کنٹرول علاقوں میں غیر قانونی تعمیرات کے خلاف مسماری اور sealing کی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے نیز غیر قانونی کمرشل استعمال پر مالکان پراپرٹی کے چالان بھی کئے جا رہے ہیں۔ فیصل ٹاؤن و گارڈن ٹاؤن میں متعدد شو روم کو سیل کیا گیا ہے اور سمن آباد میں غیر قانونی شادی ہال کو بھی سیل کیا گیا ہے اور متعدد غیر قانونی

تعمیرات پر مسماری کی کارروائی بھی عمل میں لائی جارہی ہے اور غیر قانونی ہاسٹل میں کمروں کی الاٹمنٹ ایل ڈی اے سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، Not pressed تحریک التوائے کار نمبر 725/10 کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 769/10 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شہر کو آلودہ کرنے والے ٹوسٹروک رکشوں پر پابندی کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے بڑے شہروں بالخصوص لاہور میں چنگ چی رکشا جس کو عرف عام میں چاند گاڑی بھی کہا جاتا ہے کی تعداد ناقابل یقین حد تک بڑھ چکی ہے۔ پہلے ہی ٹوسٹروک رکشوں نے شہری زندگی کو جس طرح آلودہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج لاہور pollution کے لحاظ سے دنیا کا polluted ترین شہر کہلاتا ہے۔ ان چنگ چی رکشوں میں بہت بڑی تعداد چوری کی موٹر سائیکلوں کی ہے جن کی برآمدگی خود پنجاب پولیس کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ رکشے کہیں بھی رجسٹرڈ ہیں اور نہ ہی کوئی روٹ ہے۔ دھوئیں اور شور کا ایک طوفان ہے جو لاہور کی سڑکوں پر رواں دواں ہے۔ جس سے انسانی زندگیاں شدید خطرے کا شکار ہیں۔ چنگ چی رکشوں اور ٹوسٹروک رکشوں کی وجہ سے شہری اور بالخصوص بچے سانس، ناک اور گلے کی تکالیف کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں Environment Protection Department نے عوام کی صحت کے مفاد کے خلاف مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایسی تمام گاڑیاں اور بالخصوص ٹوسٹروک گاڑیاں، رکشے اور چنگ چی رکشوں پر فوری پابندی لگانا انتہائی ضروری ہے۔ ان رکشوں کی replacement کوئی ناممکن کام نہ ہے۔ اس سلسلہ میں دہلی ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ آف انڈیا کا تاریخی فیصلہ مشعل راہ بن سکتا ہے۔ محرک بھی اس سلسلہ میں خود بھی تجاویز دے سکتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے آپ کی باتوں کی سمجھ نہیں آرہی ہے۔ ایک طرف تو آپ جتنے بھی کاشتکار ہیں ان کو رگڑا دے رہے ہیں کہ ان کی گندم کی قیمت کو -/725 روپے فی

من ہو جانا چاہئے۔آپ یہ کیا کر رہے ہیں کہ آپ ملک کی خدمت کرتے ہیں یا ملک کے ساتھ کچھ اور چل رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ میں آپ سے علیحدگی میں عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: دوسری بات یہ ہے کہ دیکھیں! یہ غریب آدمی جو رکشا چلاتا ہے کدھر جائے گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے views کی قدر کرتا ہوں لیکن بات اگر افراط زر پر ہے تو آج ہی آپ بحث رکھ لیں اور مجھے آپ نے کل پانچ منٹ کا بڑی مشکل سے ٹائم دیا اور میں اس کی background بتانا چاہتا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پھر یہاں بیٹھے کیوں نہیں اور بھاگ کیوں گئے؟ لوگوں کی باتیں تو پھر سننی تھیں آپ کے جانے کے بعد جو باتیں یہاں پر ہوئی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بات کو سمجھ لیجئے۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن اس کا اب میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لیکن اب میں اس کی بات کر دیتا ہوں کہ آپ نے یہ کہا ہے کہ لوگوں کا روزگار لگا ہوا ہے تو اس کی replacement موجود ہے۔ اگر کروڑوں لوگ بیمار ہو رہے ہیں اور asthma کا شکار ہو رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم گندہ موبل آئل جلانے والے رکشے چلانے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر تو 12 شراب کی دکانیں صرف مال روڈ پر تھیں اور ان کو بھی on کریں، ان سے بھی بہت سارے لوگوں کا روزگار ہوتا تھا، بے شمار لوگ ان شراب کی دکانوں سے روزگار کماتے تھے اور جو باہر ان سے لے کر بیچتے تھے ان کو on کر دیں اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ رکشے تباہی پھیلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں! ان کا جواب آتا ہے تو میں سنتا ہوں کہ ان کا جواب کیا ہے۔ جی، رانا صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! غریبوں کی سواری سے شراب کا کیا تعلق، اس سے بہت لوگوں کے روزگار کو خطرہ ہے اور اگر غریبوں کو سستی سواری ملتی ہے تو شیخ صاحب کو اس قسم کی تحریک اسمبلی میں نہیں لانی چاہئے۔

جناب سپیکر: چلیں! ان کی تحریک کا جواب آنے دیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب حکومت پہلے ہی ٹو سٹروک موٹر سائیکل رکشا اور ٹو سٹروک موٹر کیپ رکشا پر 2005 سے پابندی عائد کر چکی ہے اور ان کی جگہ CNG fitted فور سٹروک انجن رکشا بھی متعارف کرائے جا چکے ہیں۔ اب تک تقریباً 25 ہزار فور سٹروک انجن رکشے سڑکوں پر آ چکے ہیں۔ ضلعی حکومتوں اور ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت جاری کی جا چکی ہیں کہ تمام ٹو سٹروک انجن موٹر سائیکل و موٹر کیپ رکشوں کو تمام بڑے شہروں سے نکالا جائے اور ان پر مکمل پابندی عائد کر کے ان کی جگہ فور سٹروک انجن CNG fitted رکشے چلائے جائیں۔

جناب سپیکر! یہ معاملہ اب gradually طے ہونا ہے کیونکہ ایک دم اگر سب کو پکڑ کر علیحدہ کر دیا جائے تو اس پر واقعی وہ بات جو ساجدہ میر صاحبہ نے کی ٹھیک ہے تو اس سے لوگوں کے بے روزگار ہونے کا خطرہ ہے اور gradually اگر ٹو سٹروک کو فور سٹروک میں convert کر دیا جائے گا تو اس سے یہ خطرہ بھی نہیں رہے گا اور اس مسئلہ کا حل بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ٹو سٹروک انجن رکشا کی حوصلہ شکنی کے لئے ان کا داخلہ مال روڈ، جیل روڈ اور مین بلیووارڈ روڈ لاہور میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ محکمہ تحفظ ماحول نے سٹی ٹریفک پولیس کے تعاون سے جنوری 2010 تا اکتوبر 2010 تک لاہور میں دھواں اور شور پیدا کرنے والی 74 ہزار 5 سو 81 گاڑیاں جن میں اکثریت ٹو سٹروک رکشا شامل ہے کے چالان بھی کئے ہیں تو اس قسم کے جو discouraging measures ہیں وہ بھی لئے جا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! two stroke رکشا علیحدہ چیز ہے اور چنگ چی علیحدہ چیز ہے۔ چنگ چی رکشا موٹر سائیکل پر بنتا ہے۔

جناب سپیکر: Mover اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ رانا صاحب! چنگ چی رکشے کی رپورٹ لیں۔ اس رپورٹ سے وہ مطمئن نہیں ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا چنگ چی رکشا two stroke نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! چنگ چی بھی two stroke رکشا ہے لیکن آپ چنگ چی کے حادثات دیکھیں اس میں گندہ موبل آئل پڑتا ہے اسے گیس پر نہیں چلایا جارہا۔ یہ لوگوں کی صحت تباہ کر رہے ہیں اور اس کا substitute موجود ہے۔ میں آپ کو بتادوں کہ اس کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ اگر آپ صبح کے وقت جہاز میں لاہور آئیں یا جائیں تو لاہور نظر نہیں آتا جب تک کہ جہاز land نہ کر جائے۔ ان کے دھویں کی وجہ سے لاہور اب نظر نہیں آتا۔ مصری شاہ میں جو رکشا چل رہا ہے اس کا دھواں کینٹ میں بھی جارہا ہے، ڈیفنس میں بھی جارہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! صبح صبح دُھند بہت ہوتی ہے۔ شیخ صاحب بات کو کسی اور طرف لے جارہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دُھند کا لاء منسٹر صاحب سے شاید زیادہ ہی تعلق ہے۔

جناب سپیکر: آپ چنگ چی رکشا والوں کو ایک ایک ٹیوٹا کار دے دیں وہ بہتر رہے گا۔ (قہقہے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ یہ ایک serious matter ہے، لوگوں کی صحت کا معاملہ ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جتنے یہ رکشے بڑھتے جائیں گے لاہور اتنا ہی polluted ہوتا جائے گا۔ میرا فرض ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے آپ کی مہربانی سے یہ معاملہ لایا ہوں۔ یہ کوئی چھوٹا معاملہ نہیں ہے۔ آپ اکثر باہر جاتے ہیں، آپ دیکھتے ہیں کہ جب ہم ائرپورٹ پر اُترتے ہیں تو سب سے پہلے ہم ہلکا ہلکا محسوس کرتے ہیں۔ ان ملکوں میں کیا ہے؟ ٹوکیو میں جب آپ Narita Airport پر اُترتے ہیں تو آپ محسوس کرتے ہیں کہ کیا ہو گیا، میرے lungs بڑے ہو گئے ہیں، مجھے اتنا اچھا سانس کیوں آرہا ہے؟ کروڑوں گاڑیاں ہیں اس کے باوجود، انہوں نے emission کو کنٹرول کیا ہے۔ یہ آنے والی نسلوں کا اور موجودہ نسلوں کا معاملہ ہے، ہر ڈاکٹر کے پاس رات کو مریضوں کی لائن لگی ہوئی ہے۔ میری جو گزارشات ہیں وہ میں نے پیش کر دی ہیں، آگے آپ کا حکم ہے جو آپ چاہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے 74580 گاڑیوں کا چالان کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ سارے steps لئے گئے ہیں لیکن اب شیخ صاحب میرے بھائی ہیں اور ہم جس عمر کو پہنچے ہوئے ہیں تو سانس اب آگے سے آگے مشکل ہی آنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وہ press نہیں کریں گے، مجھے پتا ہے۔ بس ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کیا، press کرنے سے سانس نہیں آئے گا، یہ لاء منسٹر صاحب کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے، بس اب اس کو چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کہہ رہے ہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ ٹھیک کوئی نہیں ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہیں آشیانہ میں بٹھا دیا ہے اس لئے سانس نہیں آ رہا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کچھ لوگوں کو آشیانہ کا مسئلہ درپیش ہے ان کو رکھ لیں۔ ایک معزز ممبر نے کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب سپیکر! ایک اجازت تو دے دیں، میں نے آپ کی بات مان لی۔ کل ایک معزز ممبر نے کہا ہے کہ ہم فارم کا -/900 روپیہ لے رہے ہیں۔ اس معزز ممبر کو اسی اخبار میں گورنمنٹ پختو نخواہ کا یہ add دیکھنا چاہئے تھا کہ وہ ایک فارم کے -/5000 روپے لے رہے ہیں۔ ہم -/8,40,000 میں گھر دے رہے ہیں وہ -/75,00,000 روپے میں فلیٹ دے رہے ہیں۔ چیف منسٹر پنجاب اس میں اس سے بہتر اور کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: بہت اچھے۔ شاباش! جی، next سردار سلیم بھٹی صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 772 ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: ابھی مجھے ایک کام کرنے دیں، یہ نمٹا لینے دیں۔ اس کے بعد میں آپ کی بات سُنوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! ابھی تو مجھے تحریک التوائے کار take up کرنے دیں۔ جی، سردار صاحب!

گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ برائے خواتین عظیم آباد، بورے والا کی خستہ حالت، ٹیوب ویل کی خرابی اور سکیورٹی نہ ہونے کی وجہ سے عملہ اور طالبات کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز ووکیشنل انسٹیٹیوٹ عظیم آباد تحصیل بورے والا شدید مسائل سے دوچار ہے۔ گرلز ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کی پرنسپل نے متعدد بار محکمہ تعلیم کو مراسلہ جات بھجوائے لیکن تاحال یہ مسائل جوں کے توں ہیں۔ انسٹیٹیوٹ کی بلڈنگ انتہائی خستہ ہو چکی ہے۔ اُس کی چھتیں جگہ جگہ سے ٹپک رہی ہیں۔ کافی عرصہ سے ٹیوب ویل خراب پڑا ہے جس کے باعث طالبات کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پانی نہ ہونے کے باعث طالبات گھر سے پینے کے پانی کی بوتلیں لانے پر مجبور ہیں اور یہ کہ انسٹیٹیوٹ میں طالبات کی سکیورٹی کے لئے مناسب انتظامات نہ ہیں، انسٹیٹیوٹ کے گیٹ سکیورٹی نہ ہونے کے باعث طالبات غیر محفوظ ہیں۔ انسٹیٹیوٹ کی سکیورٹی کے لئے مقامی انتظامیہ کو بھی اطلاع کی گئی لیکن تاحال کوئی مثبت کارروائی کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی سرکاری سطح پر سکیورٹی تعینات کی گئی ہے۔ انسٹیٹیوٹ کی خستہ حالت، ٹیوب ویل کی خرابی، اساتذہ کی کمی اور سکیورٹی کے مناسب انتظامات نہ ہونے کے باعث طلباء، ان کے والدین اور حلقہ کی عوام بے حد پریشان ہیں اور وہ انتظامیہ کے خلاف سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ اس صورتحال سے عظیم آباد کی عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! یہ 772 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، جناب سپیکر! Adjournment Motion No.772 ہے۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین بورے والا کی عمارت عمدہ حالت میں ہے۔ حال ہی میں اس کی مرمت کا کام ہوا ہے۔ عمارت کی چھتیں بالکل درست حالت میں ہیں۔ پانی کی فراہمی کے لئے اس ادارہ میں چار عدد الیکٹریکل پمپس لگائے گئے ہیں جو کہ ادارہ کی ضرورت کو پورا کر رہے ہیں۔ پینے کے پانی کے لئے دو عدد الیکٹرک واٹر کولر لگائے گئے ہیں جس سے

گرمیوں میں پینے کا ٹھنڈا پانی بھی میسر ہوتا ہے۔ چوکیدار کا تبادلہ سی ایم آئی، میاں چنوں ہو گیا تھا۔ ادارہ کے لئے نئے چوکیدار کی تعیناتی ہو چکی ہے اور اوباش ادارہ کے باہر بالکل موجود ہوتے ہیں اور نہ ہی ادارہ کو سکیورٹی کا کوئی مسئلہ ہے۔ نصاب کے مطابق اساتذہ کی کمی کو پورا کر دیا گیا ہے۔ ادارہ میں اساتذہ کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

جناب سپیکر: سکیورٹی کی کیا بات کر دی؟ وہ مجھے بھی سمجھ میں نہیں آئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! غالباً اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہر وقت انسٹیٹیوٹ کے گیٹ کے باہر اوباش دندناتے پھرتے ہیں تو اس کو انہوں نے deny کیا ہے اس کو مزید check کروا لیتے ہیں اور جو متعلقہ تھانہ ہے ان سے کہتے ہیں کہ اگر وہاں پر اس قسم کی کوئی intervention ہو رہی ہے تو اس کو check کر کے ایسے لوگوں کو وہاں سے ہٹایا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم پر ڈیوٹی لگوائیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ایک سیکنڈ دے دیں۔

جناب سپیکر: بس۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ صحیح حالت میں ہیں۔ میں عرض کر دوں کہ اگر یہاں سے کوئی ٹیم جائے تو مجھے ساتھ لے کر ذرا وہ check کروالیں۔ میں ان کو check کروا دوں گا، ساری بات clear ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں جی، clear کروا دیں۔ Not pressed, disposed of.

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترم! ابھی آپ مجھے تھوڑا کام کرنے دیں گے؟ آپ کی مہربانی ہو گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش سُن لیں۔ یہ ایک تحریک التوائے کار ہے اسے آپ out of turn take up کر لیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار؟ دیکھیں شاہ صاحب! بات یہ ہے کہ ہمارے جو پارلیمانی لیڈر صاحبان ہیں وہ اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ ان کی باقاعدہ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے اور اس میں یہ فیصلہ شدہ بات ہے کہ کوئی تحریک التوائے کار out of turn نہیں لی جائے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ چند ایک جو پارلیمانی لیڈر بنائے ہوئے ہیں وہ نہ تو ہم سے پوچھ کر کوئی فیصلہ کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ایسی بات نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری گزارش سُن لیں۔ہم سارے ممبرز ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ جی، نہیں۔مجھے ابھی یہ کام تو کرنے دیں پھر اس کے بعد آپ اپنی باری لیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں دے رہا۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر !آپ مجھے پڑھنے کی اجازت نہ دیں مجھے بات کرنے کی تو اجازت دے دیں ناں۔

جناب سپیکر: مجھے اپنا کام کرنے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کل خود سوزی کرنی ہے۔ان ساروں نے اِدھر ہی رہنا ہے۔

جناب سپیکر: خُدا کے لئے آپ ایسا نہ کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا اہم issue ہے۔آپ مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، دیکھیں! میں آپ کی یہ بات نہیں مانوں گا۔ میں نے out of turn نہیں لینی۔ مجھے اپنا کام کرنے دیں پلیز!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تحریک نہیں پڑھتا میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضی صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا issue انتہائی اہم ہے اور پہلے بھی اسی طرح ہوا ہے کہ بھرتی ہو رہی تھی میں نے یہ issue raise کیا تو اجلاس ختم ہو گیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: میں یہ بات نہیں سنوں گا۔ میں جب آپ کو کہہ رہا ہوں۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پلیز! شاہ صاحب میں کہہ رہا ہوں کہ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، یہ نامناسب بات ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر مجھے بات نہیں کرنے دینی تو میں کورم point out کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ شاہ صاحب! آپ گورنمنٹ ہیں کچھ سوچیں، آپ کیسی بات کرتے ہیں؟

کورم کی نشاندہی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں کورم point out کر رہا ہوں۔ میرا right ہے۔ آپ گنتی کروائیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کورم point out ہو چکا ہے۔ اب آپ گنتی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، کورم Point out کیا گیا ہے۔ گنتی کی جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے شاہ صاحب!

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 8۔دسمبر صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔